ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۱۱
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جرمنی کے صدر مقام بون کے جنگلات کے درختوں کی جڑیں اور تنے اسلام کی ابدی صداقت کا اظہار کر رہے ہیں درختوں کی ترتیب اس طرح ہے کہ کلمہ طیبہ صاف پڑھا جا رہا ہے۔

ارشادات و ملفوظات

حضرت مولانا محمد یوسف قدس سرہٗ
رئیس التبلیغ

عذاب قبر برحق ہے

ایک عبرت انگیز واقعہ

بے صدا ہو جائے گا یہ ساز ہستی ایک دن

موت کی سختی اور ہولناکی

خوشی

نقلی صدر بش کی گرفتاری

★ اور نقلی مسیحیوں کو کھلی آزادی ★

یورپین عیسائیوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

گھریلو فسادات کا بہترین علاج

ایک اعلیٰ فوجی افسر...... کراچی

خلاصہ سوال :۔ میری بیوی ہر بات میرے خلاف کرتی ہے، حقوق ادا نہیں کرتی۔ گزشتہ روز میں نے اپنی بڑی لڑکی کو بلا کر والدہ کو سمجھانے کے لیے کہا۔ اس نے کہا کہ اب نباہ مشکل ہے اچھا ہے کہ آپ کے درمیان علیحدگی ہو جائے اور ایک نالائق بیٹا درمیان میں آگیا اور فیصلہ یہ کیا کہ میں اس کو (ماں) لیے جاتا ہوں۔ باوجود یکہ میں نے اس کی ماں کو کافی روکا کہ بغیر اجازت آپ نہیں جا سکتیں مگر وہ بیٹے کے ساتھ چلی گئی۔ نامعلوم وہ کہاں ہے۔ اب میں اپنے اس بیٹے کو عاق کرنا چاہتا ہوں اور بیوی کے لیے کیا کروں؟ اس بارہ میں مشورہ طلب کرتا ہوں حیرانی کی بات ہے کہ بیٹے ماں باپ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کریں اور اُوپر سے طرہ یہ کہ سب ہی بچے یک زبان ہو کر ماں کے طرف دار بن جاتے ہیں۔

ج :۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ آپ کا اندوہناک خط تفصیل سے پڑھا۔ بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو دور فرمائے۔ نجی اور ذاتی معاملات میں مشورہ دینے سے گریز کیا کرتا ہوں اس لیے چند اصولی باتیں عرض کرتا ہوں۔

۱۔ اولاد جب جوان ہو جائے تو ان کے جذبات کا احترام ضروری ہوتا ہے اور والدین کی چپقلش اور سرپھٹول اولاد کے دل سے والدین کا احترام نکال دیتی ہے۔ بیوی سے لڑائی جھگڑا اولاد کے سامنے کرنا اصولی غلط ہے۔

۲۔ بیوی کے ذمہ شوہر کے حقوق بلاشبہ بہت زیادہ ہیں اور بیوی کو شوہر کے حقوق ادا کرنے کی بہت ہی تاکید کی گئی لیکن شوہر کو بھی یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ (بیوی) کتنے حقوق کا بوجھ اٹھانے کا متحمل ہے۔ اسی لیے شریعت نے مرد کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ ایک بیوی پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے اور ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں شریعت نے شوہر پر یہ کڑی پابندی عائد کی ہے کہ وہ تمام بیویوں کے ساتھ کانٹے کے تول برابری کرے۔ سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھے اور کسی ایک کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی روا نہ رکھے۔

۳۔ قیامت کے دن صرف بیویوں کی نافرمانی ہی کا محاسبہ نہ ہو گا بلکہ شوہر کی بد خلقی، درشت کلامی اور اس کے ظلم و تعدی کا بھی حساب ہو گا اور پھر جس کے ذمہ جس کا حق نکلے گا اسے دلایا جائے گا۔

۴۔ آپ نے جو حالات لکھے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ حالات کے بگاڑ میں سب سے زیادہ دخل آپ کی درشت کلامی کا ہے (جس میں آپ غالباً اپنی بیماری اور مزاجی ساخت کی وجہ سے کچھ معذور بھی ہیں) آپ کی اہلیہ اولاد پر اس کا ردعمل غلط ہوا ہے اگر آپ اپنے طرز عمل کو تبدیل کر لیں اور اپنے رویہ کی اصلاح کر لیں تو آپ کے اہل و عیال کے انداز میں تبدیلی آ سکتی ہے۔

۵۔ اگر آپ اپنے مزاج کو حالات کے مطابق تبدیل نہیں کر سکتے تو آخری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ بیوی کو فارغ کر دیں۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ اپنی اولاد سے بھی کٹ جائیں گے کیونکہ آپ کی جوان اولاد آپ کو ظالم اور اپنی ماں کو مظلوم سمجھ کر اپنی ماں کا ساتھ دے گی اور بطور انتقام آپ سے قطع تعلق کرے گی۔ یہ دونوں فریقوں کی دنیا و آخرت کی بربادی کا باعث ہو گا۔

۶۔ غالباً میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ بیوی کی ایذاؤں پر صبر کرنا مستقل جہاد ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔ پس اگر آپ اس اجر عظیم کے خواستگار ہیں تو اس کا راستہ صبر و استقامت کی خارزار وادی سے ہو کر گزرتا ہے اس صورت میں آپ کو اپنی اہلیہ اولاد سے صلح کرنی ہو گی ان کو ظالم اور اپنے آپ کو مظلوم سمجھ کر نہیں بلکہ یہ سمجھ کر کہ ان کی غلطیاں بھی درحقیقت میری اپنی نااہلی کی وجہ سے ہیں ظالم میں خود ہوں اور الزام دوسروں کو دیتا ہوں۔

۷۔ اگر آپ صلح کرنا چاہیں تو اس کے لیے اپنے نفس کو مارنا ہو گا اور چند باتوں کا التزام کرنا ہو گا۔ ایک یہ کہ آپ کی زبان سے خیر کے سوا کوئی بات نہ نکلے، کبھی کوئی ناگوار لفظ زبان پر نہ آنے پائے۔ دوم یہ کہ اپنا حق کسی کے ذمہ نہ سمجھئے اور نہ کسی کی شکایت آپ کے دل میں پیدا ہو بلکہ اگر کوئی آپ کے ساتھ حسن سلوک کرے تو اس کو عطیہ الٰہی سمجھئے اور اگر کوئی بد خلقی یا سختی کے ساتھ پیش آئے تو یہ سمجھ کر کہ میں اس سے بھی زیادہ کا مستحق تھا۔ مالک کا شکر ہے کہ اس نے میری بدعملیوں کی پوری سزا مجھے نہیں دی اس پر صبر کیجئے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی ہر ادا سے اولاد اور اہلیہ کے ساتھ شفقت و محبت کا مظاہرہ ہونا چاہیئے آپ کو ایک محبوب شوہر اور شفیق باپ کا کردار کرنا چاہیئے۔

۸۔ اولاد کو عاق یعنی وراثت سے محروم کرنا شرعاً حرام ہے اور اولاد عاق کرنے سے عاق ہوتی بھی نہیں۔ اس لیے میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ اس غلط اقدام سے باز رہیئے دنیا کو تو آپ اپنے لیے دوزخ بنا ہی چکے ہیں خدارا آخرت میں بھی دوزخ نہ خریدیئے جس لڑکے کو عاق کرنے کی دھمکی دی تھی اسے بلا کر اس سے صلح صفائی کر لیجئے۔

۹۔ بعض اکابر کا ارشاد ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑتا اور مالک کی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اس کو یہی سزا ملتی ہے کہ اس کے بیوی بچوں کو اس کے خلاف کر دیتے ہیں اس لیے اگر آپ اپنی بیوی اور بچوں کے رویہ کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں تو اس پر بھی توجہ فرمایئے کہ مالک کے ساتھ آپ کا رویہ کیسا ہے؟ اور کیا وہ بھی اصلاح کا محتاج ہے؟ یا نہیں؟۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صحیح کیجئے۔ حق تعالیٰ شانہٗ آپ کے ساتھ بچوں کا معاملہ درست فرما دیں گے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کا ارشاد ہے کہ پانچ چیزیں آدمی کی سعادت کی علامت ہیں۔ ۱۔ اس کی بیوی اس کے موافق ہو۔ (۲) اس کی اولاد نیک اور فرمانبردار ہو۔ (۳) اس کے دوست متقی اور خدا ترس لوگ ہوں۔ (۴) اس کا ہمسایہ نیک ہو۔ (۵) اور اس کی روزی اپنے شہر میں ہو۔

باقی صفحہ ۲۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوة

جلد نمبر ۱۰ | ۴ تا ۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۱۹۹۱ء شمسی | شمارہ نمبر ۱۱

مدیر مسئول ـــ عبد الرحمٰن باوا

اِس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ـــ ۲
۲۔ جشن کمال (نظم) ـــ ۴
۳۔ نقلی بش گرفتار (اداریہ) ـــ ۵
۴۔ آہ! حاجی محمد امین صاحب سہارنپوری مرحوم ـــ ۷
۵۔ تعلیم ـــ ۸
۶۔ ارشادات و ملفوظات ـــ ۹
۷۔ بیماری اور شفاء ـــ ۱۳
۸۔ موت کی سختی اور ہولناکی ـــ ۱۴
۹۔ عذاب قبر برحق ہے ـــ ۱۵
۱۰۔ میرے والد محترم حافظ ابراہیم دھوراتؒ ـــ ۱۹
۱۱۔ الجزائر کی اسلامی تاریخ نئے مرحلوں میں ـــ ۲۰
۱۲۔ ریاض ایک صحرائی بستی شہر باغ و بہار ـــ ۲۱
۱۳۔ سکون کی تلاش ـــ ۲۲
۱۴۔ پاکیزہ آنچل (نظم) ـــ ۲۳
۱۵۔ قادیانیوں کو احمدی کہنا زبردست کفر ہے (آخری قسط) ـــ ۲۴
۱۶۔ اہل وطن کے لیے دعوت غور و فکر (پہلی قسط) ـــ ۲۵
۱۷۔ جنت میں گھر بنائیں ـــ ۲۸

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر
محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ
سالانہ ـــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ـــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ـــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ـــ ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبد الرحمٰن یعقوب باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ۱۰۳ بنوریہ ٹاؤن کراچی

حسن گماں

جس کو کہتے ہیں یقیں آج کہاں ملتا ہے
عمر گزرے تو کہیں حسن گماں ملتا ہے

ختم ہوتی ہے جہاں سرحدِ وجدان و یقیں
کچھ وہیں منزلِ جاناں کا نشاں ملتا ہے

کب سے ویران ہیں اخلاص و وفا کی راہیں
خضر ڈھونڈا کریں، انسان کہاں ملتا ہے

جس قدر عشق پہ اسرارِ ازل کھلتے ہیں۔!!
حسن، اتنا ہی حجابوں میں نہاں ملتا ہے

خاک ہوجاتے ہیں جب میکدہ و جام و سبو!
تب سراغ دل خوبنا بہ فشاں ملتا ہے

مجھ کو اے لوحِ تغیر، تری پیشانی پر۔!!
حسن افکار قدامت کا نشاں ملتا ہے

سخت ہے کوئے ملامت کی کڑی دھوپ مگر
دور تک سایۂ دیوار بتاں ملتا ہے

غمِ دل دولتِ توفیق الٰہی ہے روشؔ!
غمِ دل عقل پرستوں کو کہاں ملتا ہے

از:۔ روشؔ صدیقی

نقلی صدر بش کی گرفتاری اور مسیحیوں کھلی آزادی

یورپین عیسائیوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے۔

لندن سے شائع ہونے والے روزنامہ جنگ ۸ جولائی ۱۹۹۱ء کی ایک خبر کے مطابق ویمبلڈن میں اتوار کے روز پولیس اور سیکورٹی اسٹاف نے ایک شخص کو صدر بش ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے گرفتار کر لیا وہ شور مچا رہا تھا کہ میں صدر بش ہوں۔ یہ شخص بورس بیکر اور مائیکل چنگ کے درمیان ہونے والے مقابلے کے درمیان سینٹر کورٹ کے سکور بورڈ پر چڑھ گیا اور چند تصاویر اور کاغذ کا ایک ٹکڑا شائقین کو دکھاتے ہوئے چلایا اور پھر کہنا شروع کر دیا کہ وہ صدر بش ہے۔ لوگوں نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔

امریکی صدر بش ایک متعصب عیسائی ہے جن لوگوں نے نقلی صدر بش کو گرفتار کرایا وہ بھی عیسائی ہیں اور پولیس جس نے گرفتار کیا وہ بھی عیسائی ہے۔ عیسائی وہ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہونے کے مدعی ہیں۔ اس خبر سے جو بات ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ وہاں کے عیسائیوں کے نزدیک صدر بش کی زیادہ اہمیت ہے۔ حضرت سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انہیں اگر محبت ہوتی جو لوگ ایک نقلی عیسیٰ کو اپنے مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں کم از کم ان کی جگہ بھی جیل ہونی چاہیئے لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ جیل تو در کنار الٹا ان کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔ انہیں کئی ایکڑ رقبہ برائے مرکز بنانے کو بھی دے دیا تھا۔ جہاں وہ اب ظلی حج کرتے ہیں۔ ہماری مراد قادیانی جماعت سے ہے۔ جس کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اب اس نقلی مسیح کا نقلی خلیفہ لندن پہنچا ہے۔ جو عیسائیوں کی سرپرستی میں عیاشی کر رہا ہے۔

معاملہ صرف یہیں تک محدود نہیں کہ مرزا قادیانی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا بلکہ اس ملعون و مردود نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں توہین، گستاخی اور بدزبانی کی انتہا کر دی۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے لیے باعث شرم ہے۔ ہم مشتے نمونہ چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی (مدعی مسیح) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان اور خود ان کی ذات کے بارے میں لکھا ہے۔

۱۔ آپ (یسوع مسیح) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ)

۲۔ "ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے۔ اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہ آیا کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں۔" (نور القرآن نمبر ۲ ص۱۲)

۳۔ "مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ، پیو، شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد نمبر ۳ ص۲۱ تا ۲۴)

۴۔ "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" (کشتی نوح ص۶۵ حاشیہ)

۵۔ "میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ ص۱۲۴ ۔ ۱۹۰۲ء)

۶۔ "یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔" (ست بچن ص۱۷۲ حاشیہ)

۷۔ آپ (یسوع مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

۸۔ "لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے"

(دافع البلاء ٹائیٹل پیج آخری)

۹۔ "ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ)

۱۰۔ "ہاں آپ (یسوع مسیح) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ)

۱۱۔ "یہ بھی یاد رہے کہ آپ (یسوع مسیح) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ)

۱۲۔ "نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ (یسوع مسیح) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں" (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ)

۱۳۔ "اور آپ (یسوع مسیح) کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا" (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ)

یہ حوالہ جات انتہائی مختصر ہیں جن میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان اور آپ کی ذات اقدس پر شرمناک حملے کیے۔ اب مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی ملاحظہ کیجئے جس میں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خود کو بہتر ثابت کیا ہے وہ کہتا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

ہم اس پر اس کے سوا کیا کہیں کہ

خیال زاغ کو بلبل سے ہمسری کا ہے

غلام زادے کو دعویٰ "مسیح سے برتری" کا ہے۔

عموماً قادیانی یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ یسوع کے متعلق ہے۔ اور یسوع مسیح دو الگ الگ وجود ہیں۔ لیکن آپ مذکورہ بالا حوالوں میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ کہیں اس نے یسوع کے نام سے اور کہیں مسیح کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ پھر بھی ہم قادیانیوں کا منہ بند کرنے کے لیے صرف تین حوالے تحریر کرتے ہیں جن میں مرزا قادیانی نے اقرار کیا ہے کہ یسوع اور مسیح ایک ہی شخص کے دو نام ہیں وہ لکھتا ہے۔

۱:۔ "وہ جن نبیوں کا اس وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو (۲) نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں" (توضیح مرام ص۳)

۲:۔ "لیکن جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا" (چشمہ مسیحی ص۱۸)

۳:۔ "ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ پایا"

(چشمہ مسیحی ص۴۵ حاشیہ)

نقلی بش کی گرفتاری اور نقلی مسیح کے پیروکاروں کو کھلی آزادی دینے سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ قادیانی امریکہ، برطانیہ اور عیسائی لابی کے جاسوس اور مخبر ہیں جنہیں اہل اسلام کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے اور وہ استعمال بھی ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان نقلی مسیحیوں کو وہ کچھ نہیں کہتے۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ مرزا قادیانی بانی تحریک قادیانیت نے خود لکھا ہے کہ میں انگریز کا "خود کاشتہ پودا" ہوں۔ نیز تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ کے نام سے جو کتابچے لکھے ہیں ان میں ملکہ وکٹوریہ کی اتنی چاپلوسی، خوشامد اور تعریف کی گئی ہے کہ ان کو پڑھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی "نبی" تھا یا "گھن چکر"۔

مشرق و مغرب تک مرزا نے قربانیاں دیں۔ لکھا ہے کہ میں نے انگریز کی اطاعت اور حمایت میں اتنی کتابیں، رسائل اور اشتہارات لکھ کر شائع کیے ہیں کہ پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ انگریز کے خلاف جب برصغیر میں جنگ آزادی زوروں پر تھی تو صرف ان کے اشارے پر مسیح اور مہدی ہونے کا ڈھونگ رچایا بلکہ جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال ، دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

یہاں بھی قادیانی ایک فریب دیتے ہیں جس سے سادہ لوح مسلمان بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کے خلاف سب سے زیادہ کام مرزا قادیانی نے کیا ہے اور عیسائی پادریوں سے مناظرے کر کے انہیں لاجواب کیا۔ یہ بھی دھوکہ اور سراسر دھوکہ ہے۔ جب وہ عیسائی پادریوں سے مناظرے کرتا تھا تو لاجواب ہو جاتا

تھا اور جب لاجواب ہو جاتا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینا شروع کر دیتا تھا۔ انہیں گالیوں سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ دراصل عیسائیوں کی مخالفت کا مقصد خود مرزا قادیانی کی زبانی یہ تھا کہ:

"میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جب کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کیے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا اور زنا کار تھا اور صد ہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بد نیتی سے عاشق تھا اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان کے جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں۔ اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بد زبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا ۔۔۔۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔" (حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست مندرجہ تریاق القلوب ص۳۰۸ و ص۳۰۹)

دیکھا آپ نے مرزا قادیانی کتنا بڑا فریبی مکار اور دغا باز تھا کہ عیسائیوں کی مخالفت محض مسلمانوں کے جوش ایمانی کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کرتا تھا اور در پردہ اس کا مقصد عیسائیوں کی حمایت ہی ہوتا تھا اب اس کے پیروکار بھی یہی رول ادا کر رہے ہیں کہ بظاہر عیسائیوں کی مخالفت اور در پردہ ان کی حمایت۔ اسی لیے قادیانیوں کو پورے یورپ میں کھلی آزادی ہے۔ ہمیں افسوس عیسائی حکومتوں پر نہیں کہ قادیانی ان کی مجبوری ہیں بلکہ افسوس یورپ کے عیسائی عوام پر ہے کہ ان کی غیرت اور شرم و حیا کہاں سو گئی ہے۔ وہ نقلی صندبش پر تو غصے سے لال پیلے ہو جاتے ہیں کہ اسے گرفتار کرا دیتے ہیں۔ لیکن نقلی مسیح کے پیروکاروں کو انہوں نے بھی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفاع کا کام جو انہوں نے انجام دینا تھا وہ کام بھی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہی انجام دے رہے ہیں۔

آہ! جناب حاجی محمد امین صاحب سہارنپوری مرحوم

جیسا کہ آپ گذشتہ شمارہ میں یہ خبر پڑھ چکے ہیں کہ ۱۴ جولائی بروز ہفتہ ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی کے اکاؤنٹنٹ جنرل منیجر جناب محمد امین صاحب سہارنپوری انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم چھ یا سات سال سے ختم نبوت کے ساتھ وابستہ تھے۔ ان کی عمر کم و بیش ۷۵ سال تھی۔ وہ ایک دیانت دار، فرض شناس، انتہائی کم گو اور ایک کھنتی بزرگ تھے۔ اس بڑھاپے میں بھی وہ گھر سے سائیکل پر آتے۔ دوسرے عملے کی نسبت وہ وقت کے پابند تھے۔ آتے ہی ایک سرسری نگاہ اخبارات پر ڈالتے اور پھر اپنے کام میں مشغول ہو جاتے۔ صبح نو بجے سے لے کر ایک بجے تک اپنے کام میں ایسے منہمک ہوتے کہ اٹھنے کا نام نہیں لیتے تھے۔ ظہر کی نماز کے لیے اٹھتے نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت فرماتے اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے۔ وہ کبھی کبھی مذاحاً فرمایا کرتے تھے کہ "میاں میں تو گوند چپکا کے بیٹھتا ہوں"

دفتر کا وقت نو بجے شروع ہوتا ہے۔ نو بجے کے بعد کسی کو اخبار پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اس وجہ سے یہ پابندی لگ گئی کہ نو بجے کے بعد اخبار نہ پڑھا جائے۔ جب مرحوم امین صاحب کو یہ پیغام دیا گیا تو انہوں نے اخبار فوراً رکھ دیا کہ یہ دیانت کے خلاف بھی ہے نیز حکم عدولی بھی ہے اس لیے میں اخبار نہیں پڑھوں گا۔ بعد میں انہیں اخبار پڑھنے کی خصوصی اجازت دی گئی۔ تب وہ آدھ گھنٹہ تک اخبارات پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے۔ حساب کتاب کے معاملہ میں کمپیوٹر دماغ رکھتے تھے۔ وفات سے پہلے فرمایا کہ ایسا صاف ستھرا حساب بنا کر جاؤں گا کہ میرے بعد آپ حضرات کو کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

بہرحال ان کی وفات دفتر کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اس کے علاوہ ان کے عزیز و اقارب اور پسماندگان کے لیے بھی بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ جب ان کی وفات کی خبر پہنچی تو راقم الحروف محمد حنیف، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا محمد انور فاروقی، مولانا محمد انور خوش محمد آرٹسٹ، مشکور نقوی، محمد عمران صاحب اور محمد افضل ان کے گھر گئے اور ان کے خاندان سے اظہار تعزیت کیا دعائے مغفرت کی۔ بعد ازاں عالمی مجلس کے مرکزی راہنما

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم بھی بعد رفقاء کے ان کے گھر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ اور ان کے اہل خاندان سے تعزیت فرمائی اور دفتر کے عملے سمیت تمام حضرات نے آخری دیدار کیا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد دارالسلام میں ان کی نماز جنازہ حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب نے پڑھائی۔ دفتر کے حضرات نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

ادارۂ ہفت روزہ ختم نبوت اور عالمی مجلس کے کارکن ان کی وفات پر دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ادارہ ان کے خاندان اور نیز پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ نیز قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل کرتا ہے۔

تعلیم

از: محمد عارف ربانی

قرآن پاک میں ہے:۔

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ان میں سے ایک رسول بھیج ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم اور ان کو پاک کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔

تشریح:۔ مذکورہ آیت میں یہ بات واضح ہے کہ علم و حکمت کو جاری رکھنے کے لئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ ویعلمھم الکتاب والحکمۃ کا لفظ فلسفہ کے نزدیک حقائق الاشیاء کو ٹھیک ٹھیک جاننے میں بولا جاتا ہے۔ اس لئے موجودات خارجیہ آسمان و زمین انسان اور دیگر حیوانات وغیرہ کے حالات جاننے کا نام حکمت ہے۔

حکمت شرعی اس کو کہتے ہیں کہ احکام الٰہیہ اور ان کے اسرار و مصالح اور تزکیہ نفس۔ عدل، انصاف سیاست۔ اخلاق۔ طہارت ظاہری و باطنی کا جاننا الہام الٰہی سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے اس کا نام حکمت ہے۔

تعلیم کا معنیٰ۔ ۱۔ امام غزالیؒ کے نزدیک فرد کو اس قابل بنانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکے۔ اور اسلامی مقاصد کے تحت زندگی گذار سکیں۔

۲۔ ارسطو نے تعلیم کو سیاست کا ایک شعبہ قرار دیا۔ اس کے نزدیک تعلیم کا کام افراد میں عمدہ اخلاق پیدا کرنا اسے عظیم انسان بنانا اور معاشرہ میں اتحاد پیدا کرنا ہے۔

۳۔ تعلیم حقیقت کی جستجو کے عمل کا نام ہے۔

۴۔ فرد کی اخلاقی جسمانی روحانی عقلی قوتوں کو مربوط اور مسلسل نشوونما کا عمل ہے۔

۵۔ تعلیم معاشرے کی تعمیر نو کا عمل ہے۔

تعلیم کی اہمیت:۔ موجودہ دور میں تعلیم کی اہمیت واضح ہے۔ یہ دور ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ آئے دن کوئی نئی چیزیں ایجاد ہو رہی ہیں۔ اس طرح مشینی آلات کو دیکھئے جو کام پہلے کئی مہینوں میں ہوتا تھا آج چند گھنٹوں میں ہو سکتا ہے۔ ان تمام کی کامیابی کا انحصار تعلیم پر ہے۔ اگر دقیق نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو دین و دنیا کی کامیابی کا انحصار بھی تعلیم پر ہے۔ کیونکہ جاہل آدمی خداوند تعالیٰ کے احکام کو کیسے ادا کرے گا۔

فضائل تعلیم:۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:۔ فرما دیجئے۔ کہ عالم و جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ یعنی علم انسان کو مکمل کرتا ہے۔ اسے آقائے ارض و سماء بناتا ہے۔ اسے سیاست کے گر اور تدابیر کے طریقے سکھاتا ہے۔ یہاں پر علم ہی کی بدولت انسان ستاروں پہ کمند ڈالتا ہے۔ اور اپنے علم کے ذریعے انسان سمندروں کی لہروں کو چیر کر پار کرتا ہے۔ علم کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی پہچان اور دین کی سمجھ نصیب ہوتی ہے۔ اور علم ہی کی بدولت انسان فرشتوں پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب بنا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو علم کے ذریعہ ملائکہ پر فوقیت حاصل ہوئی۔

جاہل انسان تو جانوروں سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔ جاہل لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انسان کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین کاموں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ دوسرا علم جس سے نفع حاصل کیا گیا۔ تیسری نیک اولاد۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی قیدیوں کا فیصلہ فدیہ مقرر فرمایا کہ ان میں جو پڑھے لکھے ہیں وہ مسلمان بچوں کو پڑھنا سکھا دیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کسی کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو اسے دین کا علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم دین کو باقی تمام علموں سے فضیلت حاصل ہوئی کیونکہ اسمیں مشیت الٰہی شامل ہے۔ تو دعا ہے اللہ تعالیٰ علم دین کی سمجھ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین ثم آمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

ارشادات و ملفوظات

اسلام دو حرکتوں سے پھیلتا ہے

حضرت مولانا محمد یوسفؒ امیر دوم تبلیغی جماعت

اسلامی اعمال کی ترتیب قائم کرتے ہیں تو اگر چیزوں کی ترتیب بدل جائے گی اعمال کی ترتیب کو قائم کرنا چیزوں کی ترتیب قرآن مجید کے مطابق بدلنا۔ اسلام اسی کا نام ہے۔ جو چیزوں کی ترتیب قائم کرتے ہیں اور عملوں کی ترتیب کو بگاڑتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ذلیل کرے گا۔ اور دلوں میں نور ہدایت پیدا نہیں ہوگا۔ جو اعمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب قائم کریں گے وہ محبوب و مرجع خلائق بنائے جائیں گے۔ نماز کی حقیقت پیدا کرنے کے لئے محنت کرو۔ اسلام دو رکعتوں پر ٹکتا ہے۔ ایک نماز والی محنت۔ دوسری نماز والی حرکت میں محنت اور اس کو عام کرنا۔ اندر کا نور ان دو رکعتوں میں دیا جائے گا۔ دعا قبول ہوتی ہے۔ جب حرام کے کھانے سے بچو گے اور خوب قبول ہوگی جب مکروہ تک سے بچو گے سوال کرنا حرام ہے اشراف (یعنی اندر ہی اندر مخلوق سے ملنے کی توقع رکھنا) مکروہ ہے۔ منہ سے مانگ لیا تو سوال اور دل ہی اندر غیر سے جڑا مانگنے کا جذبہ باقی رہتا ہے تو اشراف ہے۔ خدا کے ہاں جانے کے اعتبار سے تو دونوں یکساں ہیں۔ مخلوق سے مانگ کر جو چیز کھاؤ گے وہ حرام ہے۔ اشراف کے ذریعہ جو آئے گی اس کا کھانا مکروہ ہے۔ مخلوق سے مانگ کر کھاؤ گے تو ذلیل ہو جاؤ گے۔ خواہ سنجیدگی سے مانگا خواہ ہنسی مذاق سے مانگا۔ یہ مانگنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ اصل ان کی سوال ہی ہے ان دونوں سے بچنا ضروری ہے اور دو چیزوں پر محنت کرنا ضروری ہے اشراف سے بچنے پر محنت دعا مانگنے پر محنت۔ مخلوق سے مانگنا سوال ہے خدا سے مانگنا خواہ دل سے ہو یا زبان سے یہ دعا ہے۔ اصل دعا دل کی ہے۔ شیطان اشراف پیدا کرے گا۔ تم دعا میں لگ جاؤ۔ یہ اس کا علاج ہے دین و دنیا کا جہاں کوئی مسئلہ آ رہے تم دعا میں لگ جاؤ تو اشراف سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ جب اشراف سے محفوظ ہو گئے تو سوال سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ اگر اشراف سے جڑ نہ کٹی۔ تو ایک نہ ایک دن سوال کی لعنت میں پھنس جاؤ گے۔

بغیر اجازت کسی کی چیز استعمال کرنا حرام ہے

کسی کی چیز بغیر اس کی اجازت کے استعمال کرنا حرام ہے۔ اس سے بہت بچو۔ خواہ چیز کتنی ہی معمولی اور ناقابل استعمال ہی کیوں نہ ہو۔ ممکن ہے جس وقت تم اس کی چیز استعمال کرنے کو اٹھا کر لے گئے اسی وقت اس کو ضرورت ہو۔

غریبوں کی خدمت سے خدا ملتا ہے

غریبوں اور کس مپرسوں کی خدمت سے خدا ملتا ہے۔ تجربہ ہوا ہے۔ تواضع پیدا ہوتی ہے۔ غرض والی خدمت سے خدا نہیں ملتا۔ حکام، امراء، مشائخ اور علماء کی خدمت مطلب براری، وجاہت پرستی اور شہرت کی وجہ سے بھی کی جاتی ہے۔ اس سے خدا نہیں ملے گا۔ مفہوم جس سے گھن آتی ہو، نفرت آتی ہو۔ ان کی خدمت سے قلوب کھنچتے ہیں۔ جب کہ اس میں کوئی غرض شامل نہ ہو۔ مشائخ عظام کے خدام کی بابت ہم سمجھتے ہیں۔ وہ صاحب کمال بنے۔ بہت خدام تھے جو خانقاہ میں آنے والے مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ غرض والی خدمت کرنا بہت آسان ہے۔ لوگ پیروں کی خدمت کرتے ہیں کہ ان کی دعاؤں سے ہمارا فلاں کام بن جائے گا۔ ہماری سفارش کر دیں گے۔ پھر ان حضرات کی خدمت سے نفس کو مفت کی شہرت ملنے کی وجہ سے لذت آتی ہے۔ یہ تمام اغراض ہیں۔ ان سے پاک ہو کر خدمت کرو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا میدان سارا عالم ہے

جتنا محنت کا میدان وسیع ہوگا اسی قدر نور زیادہ نصیب ہوگا۔ ہمارے اور تمہارے سب کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و محنت عالمی تھی۔ دیگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محنت علاقائی اور مخصوص اقوام تک تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کا میدان سارا عالم اور قیامت تک آنے والی تمام اقوام کو شامل ہے۔ زہد اور تقویٰ کی برکت سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب کو پلٹ دیتے ہیں۔ اس کے ذیل میں حضرت داؤد طائی نور اللہ مرقدہم کا قصہ سنایا۔ فرمایا یہ ایک بزرگ گذرے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کی کمائیوں کی آمدنی ٹھیک نہیں رہی تو لوگوں سے ہدیئے لینے چھوڑ دیئے اور بازار سے [illegible] چھوڑ دیا اور دن رات اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ذکر کرتے رہتے۔ جب ان کے والد مرحوم کا انتقال ہوا۔ تو بہت ہی تھوڑی رقم چھوڑ کر گئے تھے۔ جس پر انہوں نے تیس سال گذار دیئے۔ جب یہ بھی ختم ہو گئی تو مکان کے پتھر اور چھت کی کڑیوں کو بیچ کر گذارا کیا۔ مگر لوگوں سے نہیں لیا۔ جب ان کا انتقال ہوا۔ تو صبح سے شام تک جنازہ چلا۔ تب جا کر کہیں قبرستان پہنچا۔ لوگوں کے ہجوم کی کثرت کی وجہ سے چودہ چارپائیاں ٹوٹیں۔ اور اس دن ان کی برکت سے چند لاکھ یہودی مسلمان ہوئے۔

ایک دفعہ حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے حضرت شیخ المشائخ سیدنا شہاب الدین سہروردی نور اللہ مرقدہم کی برکت سے شاہان تیمور اور تاتاریوں کی بہت بڑی اور جنگجو قوم جس کا اس زمانے میں جھکانے والا کوئی نہ تھا۔ جن کی تلواروں کے سامنے سب کی تلواریں کند ہو گئی تھیں۔ اور جس قوم نے ایک دفعہ ساری دنیا کو زیر و زبر کر کے رکھ دیا۔ جو مسلمان کے نام سے انتہائی نفرت رکھتے تھے۔ اسلام لانا ذکر فرمایا۔ فرمایا اگر مقصد اچھا ہے اور اس کی اجتماعی نوعیت اچھی ہو جائے۔ تو خداوند

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

قدوس سے بے انتہا منافع کی امید کی جا سکتی ہے۔ ایک دفعہ اجتماع کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ میرے بھائیو اور دوستو! ہم جو اپنے عیش و راحت کو چھوڑ کر جمع ہوئے ہیں۔ سو وہ بہت اونچے مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ مقصد اجتماعی ہے انفرادی نہیں۔ وہ مقصد مجمع کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ انفرادی زندگی سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور مقصد جب حاصل ہوتا ہے جب کہ تمام مجمع متفکر رہے۔ مقصد اگر نیک ہوتا ہے تو خیر و فلاح کی امید ہوتی ہے۔ اور جب مقصد خراب ہوتا ہے برے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

یہ دنیوی زندگی بہت مختصر ہے

اجتماع کا مقصد کیا ہے۔ جس طرح ہم تین دن کے لئے یہاں مختلف شہروں سے آکر جمع ہوئے ہیں اور یہ تین دن کا وقفہ مختصر سا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ دنیوی زندگی بہت تھوڑی ہے جو جلد ختم ہو جانے والی ہے اور یہاں سے کوچ کر جاتا ہے۔

جس نے فنا والے عالم میں ایمان والی زندگی گذاری وہ بقا والے عالم میں اچھی زندگی گذارے گا

اس عالم کی تمام اشیاء فناء ہو جانے والی ہیں۔ اس عالم میں جب انسان ہوتا ہے تو وہ بھی یہاں فنا ہو جاتا ہے اور جب بقا والے عالم میں چلا جاتا ہے تو بقا والا بن جاتا ہے خواہ جنت میں بقا والا بن کر رہے۔ خواہ دوزخ میں بقا کیلئے رہے۔ اس فنا والے عالم میں جس نے اچھی زندگی گذاری یعنی ایمان و اسلام والی زندگی گذاری۔ تو بقا والے عالم میں بھی اچھی زندگی گذارے گا۔ جس نے اس عالم میں بری زندگی گذاری۔ اس کو بقا والے عالم میں بھی خراب زندگی گذارنی پڑے گی۔

دنیا میں سے ایک چیز بھی انسان ساتھ لے کر نہیں جائے گا لیکن اعمال میں سے ایک ایک عمل اس کے ساتھ ہو گا۔

فرمایا۔ حقیقت کے خلاف کو دھوکہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حقائق بتلائے ہیں۔ یہ دیکھو کہ ہماری محنت اس کے مطابق ہے۔ یا اس سے ہٹی ہوئی ہے؟ جو لوگ حقائق کو تلاش نہیں کرتے اور اس کے بغیر محنت اٹھاتے ہیں وہ دھوکہ پر محنت کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں حقیقت۔ یہ ہی دھوکہ ہے یہ لوگ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کامیاب اور در اصل ہیں نکلتے ہیں ناکامیاب۔ جب حقیقت میں زندگی گذارنے کے لئے اپنے آپ کو ریاضت و مجاہدہ کا عادی نہیں بنائیں گے۔ تو وہ دھوکہ میں پڑیں گے۔ ہمارے جمع ہونے کا مقصد ہی یہ ہے کہ آیا ہم حقیقت پر محنت کر رہے ہیں یا دھوکہ پر۔ اس پر غور کریں۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو تکالیف کے برداشت کرنے کے حقائق پر ڈالا تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ کی تکالیف برداشت کرنا محبوب ہو گیا تھا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ موت حق ہے اور حیات دھوکہ ہے۔ حیات ختم ہو جانے والا ایک وقت ہے جس کے متعلق یوں معلوم نہیں کہ کب ختم ہو جائے گا۔ انسان موت کی طرف تو بے فکر کرتا ہے اور زندگی کی طرف فکر کرتا زندگی کی تو ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز دیکھے اور موت کے اتنے بڑے مسئلہ کو نہ دیکھے کہ جہاں ہزاروں برس رہنا پڑے گا یہ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ دھوکہ والے انسان ہیں جو موت سے پہلے کی زندگی کا تو اہتمام کرتے ہیں اور مرنے کے بعد والی زندگی کو بھولے بیٹھے ہیں۔ ایسے انسان دوزخ میں جائیں گے۔

فرمایا۔ انسان چیزوں کی لائن سے تو ایک ایک ذرہ کو یہاں ہی چھوڑ جائے گا۔ اور اعمال کی لائن سے چھوٹے چھوٹے عمل کو ساتھ لے کر جاتا ہے۔ اگر ہم چیزوں کا فکر تو کریں اور اعمال کا فکر نہ کریں تو یہ زبردست دھوکہ ہے زمین سے جو چیزیں نکل رہی ہیں وہ تو فنا ہو جائیں گی اور وہ اعمال جو انسان کے بدن سے نکل رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں خواہ بد ہوں یا نیک۔ چیزوں میں سے تو ایک شخص بھی دنیا سے ایک چیز بھی ساتھ لے کر نہیں جائے گا یہاں تک کہ میدان حشر میں یہ شخص ننگا اٹھایا جائے گا۔ لیکن اعمال میں سے ایک ایک عمل اس کے ساتھ ہو گا۔ مجرمین میدان حشر میں خداوند قدوس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ دیکھیں گے کہ اعمال کے رجسٹر موجود ہیں اور ایک ایک عمل ان کا لکھا ہوا ہے۔ اگر شر کا ایک ذرہ برابر عمل بھی ہو گا۔ اور ان سے اور دنیا میں معاف نہ کرایا ہو گا۔ تو وہ بھی سامنے آجائے گا۔

محنت کی دو لائنیں

فرمایا۔ محنت کی دو لائنیں ہیں۔ ایک حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والی لائن جنہوں نے انسانوں کی پاکیزگی کے لئے محنت کی۔ اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے جائیدادوں اور حکومتوں کے نقشے بنائے

ARFI JEWELLERS
عارفی جیولرز
عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH.6645236
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

اور انسانوں کی بھیڑ کو جمع کیا۔ جو نقشے والے اور چیزوں والے ہیں اور اعمال اچھے نہیں تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کو دنیا ہی میں موت سے پہلے پہلے ذلیل کر کے دکھلا دیا۔ اصل جگہ تو موت کے بعد آئے گی۔ جہاں ہر شخص حقیقت کو معلوم کر لے گا۔ لیکن مرنے سے پہلے بھی بعضوں کو نقشہ دکھلا دیا۔

اچھے عمل کیلئے محنت کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے لائن قائم تو کر دی۔ ایک تو اعمال کے اچھے کرنے کی محنت۔ انسان کے ہر عضو سے رات دن اعمال نکل رہے ہیں، عمل تو ضرور نکلیں گے۔ اگر ہم چاہیں کہ اچھے عمل نکلیں تو اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ اگر محنت کرنی چھوڑ دی تو پھر برے عمل خود بخود نکلیں گے جس طرح زمین پر محنت کرنے سے غلے نکلتے ہیں سونا چاندی نکلتا ہے۔ پٹرول نکلتا ہے۔ اور اگر محنت نہ کی جائے تو نفع والی چیزیں تو نکلیں گی نہیں۔ ہاں کانٹے دار جھاڑیاں جو جلانے کے قابل ہوتی ہیں خود بخود نکل آئیں گی جو اعمال خواہ ہم قدرت کو راضی کرائیں۔ آسمان اور زمین کے فیصلے ہمارے موافق کرا دیں تو اس کے لئے بہت بڑی محنت کرنی پڑے گی۔

سارے مسائل خدا کی ذات سے ہوتے ہیں

سلسلہ وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے چل رہا ہے۔ وہ اپنے وجود میں اصل ہیں۔ اور سب اس کے تابع ہیں۔ وہ جس طرح چاہیں گے کر کے دکھلا دیں گے اور سارے وجود اس کے محتاج ہیں ذات کو پہچاننے کے لئے صفات آتی ہیں۔ اس کے لئے دیا گیا۔ لا رب الا اللہ انسان کے سارے مسائل خدا کی ذات سے ہوتے ہیں۔ عزت و ذلت۔ فساد و امن۔ صحت۔ بیماری وغیرہ جتنے مسائل ان کا تعلق ایک خدا کی ذات سے ہے۔ رب کی ایسی صفت جو اپنے اندر تمام کو لئے ہوئے ہے۔ جب چاہیں گے فقیر کر دیں گے۔ جب چاہیں گے غنی کر دیں گے۔ جب چاہیں گے بیمار کر دیں گے جب چاہیں گے تندرست کر دیں گے۔

نماز سے پہلے اور نماز کے بعد تین محنتیں ضروری ہیں

حضرت جی نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا۔ لوگ یوں کہتے ہیں کہ خالی نماز سے کیا ہوتا ہے۔ آخر کچھ اسباب بھی کرنے پڑتے ہیں۔ اور ہم بھی کہتے ہیں کہ خالی نماز سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہاں کچھ محنت نماز سے پہلے کی ہیں اور کچھ نماز کے بعد کی۔ تین نماز سے پہلے اور تین نماز کے بعد۔ پھر دیکھو نماز سے کیا کچھ نہیں ہوتا۔ پہلی تین یہ ہیں۔

(۱) یقین ٹھیک کرنے کی محنت۔ ہر چیز جو مشاہدہ میں ہے اس کا نکالنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سن کر دل میں یقین بٹھانا کہ اللہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور اللہ پاک نے جو اعمال بتائے ہیں ان کے ذریعہ سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اس بات کو دل میں بٹھانا۔

(۲) محنت علم والی چیز ہے۔ جن اعمال پر محنت کرنے سے اللہ پاک دنیا و آخرت میں عزت سے پالتے ہیں ان اعمال کو صحیح بنانے کے لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے طریقہ کے مطابق کرنے کے لئے علم پر محنت کرنا۔

(۳) محنت ذکر پر محنت کرنا۔ ذکر پر ہم ایسی محنت کریں کہ ہر عمل کو کرتے وقت خدا کا دھیان نصیب ہو جائے۔ خدا کے ذکر سے دل کی بوتل اس قدر پر ہو جائے کہ غیر کا دھیان دل میں گھسنے نہ پائے۔ قلعہ کی طرح دل کی حفاظت کی جائے۔ یہ محنتیں تو نماز کے اندر ہیں۔

اور نماز کے بعد کی تین محنتیں یہ ہیں۔

(۱) اپنی کمائیوں کو ٹھیک کیا جائے۔ اب تک جو کسی کی زمین کو یا مکان کو دبا رکھا ہے ظلم و ستم کر کے۔ اس کو واپس کیا جائے اور آئندہ کے لئے توبہ کی جائے کہ پرورش خدا کے حکم پورا کرنے میں ہے۔ جتنا میں خدا کے حکموں کو اپنی کمائیوں کے طریقوں میں پورا کروں گا اتنا ہی اللہ پاک راضی ہو کر میری پرورش فرماویں گے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(۲) دوسری محنت نماز کے بعد والی یہ ہے کہ مال کو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی ترتیب سے خرچ کرنا اور اپنی خواہشات پر۔ مکان پر۔ بنگلہ پر۔ موٹر پر۔ برادری پر۔ برادری کے کہنے پر۔ بیاہ شادی کے موقعہ پر۔ قوم پر۔ ناک پر۔ نام نمود پر خرچ نہیں کروں گا۔ اور نہ بیوی کے کہنے پر زیور۔ کپڑے۔ کھانے وغیرہ پر خرچ کروں گا۔ بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقہ سے خرچ کروں گا۔ اول جان و مال کا صحیح مصرف دیکھوں گا پھر خرچ کروں گا۔

(۳) تیسری محنت نماز کے بعد والی یہ ہے کہ معاشرہ کو ٹھیک کرنا۔ ہر حال میں اللہ پاک کے حکم کو دیکھوں گا۔ قوم کو۔ برادری کو۔ اپنے کو۔ غیر کو نہیں دیکھوں گا۔ مسلمان کو۔ غیر مسلم کو نہیں دیکھوں گا بلکہ اللہ پاک کے حکم کی اتباع کروں گا۔ انصاف کی طرف داری کروں گا۔ مظلوم کا ساتھ دوں گا۔ ظالم کا ساتھ نہیں دوں گا۔ اگر اپنا بیٹا کسی پر ظلم کر رہا ہے تو غیر مسلم کا ساتھ دوں گا چاہے عیسائی ہی کیوں نہ ہو۔ چاہے یہودی ہی کیوں نہ ہو۔ ان چھ محنتوں کے درمیان نماز ہے اب پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ نماز سے کیا کچھ نہیں ہوتا۔ ایسی نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتے ہیں۔

ہمارا علم دھوکہ اور اللہ والا علم حقیقت ہے

ہمارا علم دھوکہ ہے۔ اور اللہ والا علم حقیقت ہے۔ مشاہدہ والا علم کہہ رہا ہے مال خدا کے راستہ میں خرچ کرنے سے کم ہوگا۔ مگر اللہ والا علم کہہ رہا ہے کہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ پاک اس کو بڑھائیں گے۔ مشاہدہ کہہ رہا ہے زکوٰۃ دینے سے مال کم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ہمارا وعدہ سچا ہے کم نہیں ہوگا وہ بڑھائیں گے۔

انسان اصل ہے اور کائنات اصل نہیں ہے۔ اگر اصل کو نہیں بنایا اور اصل کے اندر بگاڑ پیدا ہو گیا تو ساری کائنات کے اندر بگاڑ پیدا ہوگا۔ جن چیزوں میں نفع نظر آرہا ہے۔ ان سے نقصان لیں گے۔ جس میں عزت نظر آرہی ہے اس میں ذلت آجائے گی۔ اور جس میں حفاظت دکھائی دے رہی ہے اس میں سے ہلاکت نکل آئے گی۔ غرضیکہ اگر انسان صحیح استعمال ہوگا تو کائنات بھی اپنی صحیح استعمال ہوگی۔ تیری محنت اصل ہے کائنات اصل تھوڑا ہی ہے۔

اگر ہم نے محنت کرکے اپنے اعمال کو ٹھیک کرلیا اور اچھے اعمال آسمان پر بھیجے تو وہاں سے خیر کے فیصلے ہو کر آئیں گے۔ برے اعمال آسمان پر بھیجے تو فیصلہ اچھا نہیں ہوگا۔ چاندی، لوہا، لکڑی یہ اصل نہیں ہیں۔ حالات کا تغیر اعمال کے بننے اور بگڑنے پر ہے۔ اگر محنت کرکے حالات کو اچھا بنالیا ہے تو ساری دنیا میں خیر آئے گی۔ برکت آئے گی۔ رحم آئے گا۔ عدل آئے گا۔

اعمال سے حالات بنتے اور بگڑتے ہیں

ایک دھوکا ہے ایک حقیقت ہے۔ دھوکہ یہ ہے کہ چیزوں سے حالات بنتے ہیں اور بگڑتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اعمال سے حالات بنتے اور بگڑتے ہیں۔ اچھے اعمال سے حالات بنتے ہیں اور برے اعمال سے حالات بگڑتے ہیں اعمال کا تعلق دنیا کی کسی چیز سے نہیں۔ انسان کے اعضاء اور جوارح سے ہے اور اعضاء اور جوارح کا تعلق دنیا کی کسی چیز سے نہیں۔ ان کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ دل پر کسی کا قبضہ نہیں۔ دل پر خدا کا قبضہ ہے اب دنیا دار الاسباب ہے اگر دنیا کی چیزوں پر محنت کروگے۔ تو اللہ پاک تمہارے دلوں کو غیروں (غیر اللہ) کی طرف پھیر دیں گے۔ اگر اعمال پر محنت کروگے تو اللہ پاک تمہارے دلوں کو اپنی طرف پلٹا دیں گے۔

آپس میں بے تکلفی سے بچو کہ اس سے بے اکرامی شروع ہو جاتی ہے اور بے اکرامی سے دل پھٹتے ہیں۔

چیزوں پر اعتماد نہ کرو

اشیاء کو معبود نہ بناؤ۔ اشیاء پر اعتماد نہ کرو۔ صورتوں پر متوجہ نہ ہو۔ ان سے کچھ نہ ہوگا۔ وسائل کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے اعمال سے ہوتا ہے۔ صفات سے ہوتا ہے۔ اور جو کچھ ہوتا ہے رب الاشیاء اور رب الصور کرتے ہیں۔ اسی کو جانو۔ اسی کو پہچانو۔ اسی کو مانو۔ وہی جو نوح کا رب تھا۔ اسی نے موسیٰ کو دریائے نیل سے محفوظ رکھا تھا۔ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے بچایا تھا۔ وہی رب تمہارا رب ہے۔ تم اس پر اعتماد رکھو۔ اس پر توکل کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔

زندگی کے مسائل و مشکلات حل کرنے کا طریقہ

فرمایا۔ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو جن چند افراد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ایمان کو قبول کیا۔ حضور نے ان کے معاشی مسئلے کے بارے میں جو رویہ اختیار فرمایا تھا۔ وہ یہ تھا کہ سب سے پہلی بات تو یہ فرمائی کہ تم جتنے اوقات معاش کے لئے وقف کئے ہوئے ہو۔ ان کا بیشتر حصہ اسلام کے لئے فارغ کردو۔ دوسرا ارشاد یہ ہوا کہ تم فلاں طریقہ کو ترک کردو۔ یہ ناجائز ہے۔ فلاں معیشت سے دستکش ہو جاؤ۔ یہ تمہارے رب کو ناپسند ہے۔ معیشت پر ان دو تنقیوں کے بعد تیسرا وار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کہ جو کچھ تم کماتے ہو۔ یہ صرف تمہارا حق ہی نہیں ہے۔ اس میں تمہارے ان بھائیوں کا بھی حق ہے جو وسائل معیشت سے تہی دامن ہیں۔ اور چوتھی بات آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ کچھ تم کماؤ۔ اس میں سے بہت سا دین کی خدمت۔ خدا کے لئے کلمۃ الحق کی سربلندی۔ اور بنی نوع انسان تک اپنی دعوت کو پہنچانے اور راہ خدا میں جہاد کرنے میں صرف کرو۔ گویا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہ کہ صحابہؓ اسلام قبول کرنے سے پہلے جو کچھ کماتے تھے۔ اس کا دائرہ محدود کیا جتنے اوقات کمانے پر صرف کرتے تھے ان کی مقدار کم کرکے ان اوقات کو دین کے لئے وقف فرمانے کا حکم دیا۔ جو کچھ کماتے تھے اس میں دوسروں کا حصہ مقرر فرمایا۔ اور اس کے بعد بھی جو بچا۔ اس کے بارے میں بھی یہ حکم دیا کہ اس کا ایک حصہ اسلام پر خرچ کرو۔ یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اس زندگی کے مسائل و مشکلات حل کرنے کا۔

جبار کارپٹس
قائد آباد کارپٹ ● مون لائٹ ● بلال کارپٹ ●
یونائیٹڈ کارپٹ ● ڈیکورا کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ
ڈیلرز
مساجد کیلئے خاص رعایت
... پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 6646655

بیماری اور شفاء

از حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دوا اور توکل: خدائے تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے اور انہی کی دی ہوئی تاثیر ہے جب تک انہیں منظور ہے دواؤں میں تاثیر رکھتے ہیں جب منظور نہیں ہوتا تاثیر نہیں ہوتی اور لاکھ علاج کرو بیماری نہیں جاتی اس واسطے کسی دوا کو یہ نہ سمجھو کہ یہ اچھا کرتی ہے اچھا تو خدائے تعالیٰ کرتے ہیں اگر اس وقت اچھا کرنا منظور ہوگا اس میں اثر دیں گے ورنہ نہیں۔

ہمیں علاج کا حکم ہے ہم کرتے ہیں مگر انہی پر بھروسہ ہے اسی لیے انہی سے دعا کرتے ہیں، وہ چاہیں گے تو خاک میں اثر دے دیں گے نہیں چاہیں گے تو کشتوں کو خاک کر دیں گے مگر علاج ضرور کرتے رہو کہ حکم ہے۔ ہاں جن کو اطمینان ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھیں۔ اور علاج نہ کریں تو ان کے دل میں کوئی برا خیال نہ آئے گا ہر وقت صبر و شکر ہی ادا کریں گے ان کو دوا نہ کرنا بھی جائز ہے۔

مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا کی ہے، دوا سنت ہے اس لیے افضل یہی ہے، اور ہر وقت صبر شکر اور یقین رکھیں۔

کہ خدائے تعالیٰ کو ہم سے بے انتہا محبت ہے، اس قدر کہ ماں کو اپنے بچے سے اس کے پاسنگ بھی نہیں ہوتی اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اس میں ہماری بھلائی ہی ہوتی ہے، جب بیماری آتی ہے تو ہمارے گناہ کم ہوتے ہیں اور ہم صبر کرتے ہیں۔ تو ہمارے درجے بڑھتے ہیں، ہم سے اور آفتیں ٹل جاتی ہیں، ہمارے دماغ میں جو بڑائی کے خیالات ہوتے ہیں وہ کم ہو جاتے ہیں، عاجزی اور لاچاری دیکھ لیتے ہیں، اپنے کو جو بے نیاز سمجھتے ہیں، اب ہر بات میں محتاج ہو جاتے ہیں، صحت اور تندرستی کی جو بے شمار نعمت ہے، قدر نہ تھی، اب قدر معلوم ہوتی ہے۔ آگے کو اس پر شکر کرتے ہیں غرض ہم مسلمانوں کے واسطے تو بیماری بھی ایک بہت بڑی رحمت ہے بلکہ نعمت ہے مگر اس میں سخت امتحان بھی ہے کہ ہم صبر اور شکر کریں اور خدائے تعالیٰ نے جو کچھ مقدر کر دیا ہے اس کو اچھا سمجھیں، ایسا نہ ہو کہ گھبرا اٹھیں اور برے برے الفاظ زبان سے بکنے لگیں کہ نعوذ باللہ اللہ میاں کو بھی ہم ہی ملے تھے بیمار کرنے کو ہماری تقدیر پھوٹ گئی قدرت بھی اندھی ہو کے کام کرتی ہے وغیرہ وغیرہ بہت سی بیبیاں گھبرا گھبرا کر ایسے لفظ کہہ جاتی ہیں، اور بعض باتوں سے تو ایمان بھی جاتا رہتا ہے۔ اب ذرا سوچو تو تکلیف کی تکلیف اٹھائی اور سارا ثواب گیا۔ روپیہ خرچ ہوا اور کفر کی باتوں سے ایمان بھی گیا۔ دنیا بھی گئی دین بھی گیا اور اگر خدانخواستہ پھر توبہ بھی نہ کی اور ایسے ہی میں موت آگئی تو کافر ہو کے مرے ساری عمر کی کمائی ایمان کی دولت ذرا گھبراہٹ میں کھو دی۔ اللہ ہم سب کو بچائے۔ اور اب یہ بھی دیکھو کہ اگر ہم نے ذرا ہمت باندھ لی، دل مضبوط کر لیا اور یہ ٹھان لی کہ جب ہمارے اللہ میاں کو یہی پسند ہے تو جان بھی قربان ہے ہم ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالیں گے تو ایسے میں موت آگئی تو دیکھو ہم نے جن کی مرضی پر جان دی ہے تو وہ جو بھی دے لیں گے سب کچھ دیتے ہیں اب کیا کیا کچھ نہ دیں گے اور اچھے ہو گئے تو تندرستی بھی ملی اور ثواب اور بڑے درجے ملے ان میں سے ذرا سی کمی نہ ہوئی، دین بھی رہا اور دنیا بھی۔ جب جی گھبرائے اپنے اللہ میاں ہی سے دعا کیوں نہ کریں دیں حکیم کے دل میں ڈال دیں گے کہ توجہ کرے، دیں دوا میں اثر دیں گے اور چاہے ویسے ہی اچھا کر دیں گے غرض بیماری تو ایک نعمت ہے مگر چونکہ اس میں سخت امتحان ہے اور ڈگمگا جانے کا بھی اندیشہ ہے، اس کی تمنا و دعا کرنا جائز نہیں۔

(حاشیہ بہشتی زیور حصہ نہم)

انسانیت خطرناک موڑ پر

انسانیت اس قدر خطرناک موڑ پر آ چکی اور نظام عالم اس قدر خراب ہو چکا کہ سمندر سے پانی نکل کر انہیں تباہ کر دے۔ آسمان سے بجلی گر کر انہیں ختم کر دے یا آگ انہیں جلا دے تو کوئی بعید از قیاس نہیں۔ یہ عدالت کے فیصلے اور یہ نظام کتوں، سوروں اور بھیڑیوں سے بڑھ کر نہیں۔ اس میں انسانوں کا خون چوسا جاتا ہے۔ یہ جو تم بڑی بڑی سڑکیں، محلات اور کوٹھیاں دیکھ رہے ہو۔ اس میں بے چارے بے کس انسانوں کے خون و پسینہ کو ظلم سے نکال کر ایسا کیا گیا ہے۔

محنت سے پورے عالم کے دین کی طرف مائل ہونے کا بہترین موقع

بڑے بڑے اونچے حضرات دین کے کل نظام کے احیاء کے متعلق مایوس ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مشکل نہیں۔ ایک آن واحد میں تمام نظام کو بدل سکتا ہے۔ اور دین کی طرف مائل فرما سکتا ہے۔ ہم اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے محنت کے میدان کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو اس وقت تمام عالم کا دین کی طرف مائل ہونے کا بہترین موقعہ ہے۔ کیونکہ آج کل لوگ اور حاکم، کتوں اور بھیڑیوں سے کم نہیں ہیں۔ اہل یورپ کے لئے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بہت جلد ہدایت کی طرف پڑ جاویں گے۔

اسلامی معاشرہ کو دنیا کے سامنے عملاً پیش کریں

ہماری پریشانیاں محض نمازوں وغیرہ کے پڑھنے سے ہرگز دور نہیں ہو سکتیں۔ ہم نمازیں تو پڑھ لیتے ہیں۔ جس میں چند منٹ صرف ہوتے ہیں پھر اسی طرح اپنے کاروبار میں اسی ظالم نظام کی پیروی کرنے میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ جب تک اسلامی معاشرہ قائم نہ ہو۔ اس وقت تک ہماری پریشانیاں دور نہیں ہو سکتیں..... اگر

باقی صفحہ ۱۵ پر

بے صدا ہو جائے گا یہ ساز ہستی ایک دن

موت کی سختی اور ہولناکی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کا ذکر بکثرت کیا کرو۔

از:۔ عنایت الرحمٰن رحمانی خانوخیل، ڈیرہ اسماعیل خان

دنیا میں انسان منزل آخرت کا مسافر ہے اور وقت کا دھارا اسے لمحہ بہ لمحہ منزل سے قریب تر کر رہا ہے لیکن دریں نہ دنیا کی دلفریب رنگینیوں سے مسحور ہو کر آدمی اپنی عاقبت سے غافل اور بے فکر ہو جاتا ہے اسے یہ دھیان ہی نہیں رہتا کہ جس طرح وہ تنہا یہاں آیا تھا اسی طرح تن تنہا ایک دن یہاں سے لوٹ جانا ہے ہزاروں من مٹی کے نیچے آغوش لحد کی وحشت وتنہائی سے اسے سابقہ ہوگا جہاں نہ بیوی بچے ہوں گے نہ عزیز واقارب نہ کوئی مونس وغمخوار نہ مال واسباب یہ ایک ہولناک حالت ہر انسان کو پیش آنے والی ہے جہاں صرف ایک چیز یعنی نیک اعمال کام آئیں گے یہ انسان کی خود فراموشی ہے کہ وہ ناپائیدار دنیا کے جھمیلوں میں لگ کر قبر وحشر اور موت کی تیاری سے غافل رہتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء کرام کے اقوال ہمیں اس غفلت سے بیدار کرتے ہیں ان کے اقوال مبارکہ کیمیا اثر سے دل کی آنکھیں کھلتی ہیں دنیا سے دل سرد ہوتا ہے آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے نفس وقلب کے رذائل صاف ہوتے ہیں اور آدمی کو اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کا گذر ایک قبرستان پر ہوا تو آپس میں کہنے لگے کیوں نہ ہم نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ کسی مردہ کو اس کی قبر سے اٹھائے تاکہ وہ ہمیں احوال موت سے اطلاع دے چنانچہ انہوں نے نماز پڑھ کر دعا کی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنا سر ایک پرانی قبر سے باہر نکالا اور کہنے لگا اے لوگو! تم کیا چاہتے ہو بخدا مجھے موت آئے ہوئے نوے سال گذر گئے مگر موت کی تلخی اب بھی یوں محسوس ہوتی ہے جیسے کہ یہ تازہ واقعہ ہو سو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اصل حالت میں لوٹا دے اس کی آنکھوں کے مابین سجدوں سے محراب پڑی ہوئی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا قول نقل فرماتے ہیں کہ موت کی سختی اور تکلیف مومن کے لئے اس قدر ہے جیسے کسی کو تلوار کی تین سو ضربیں لگائی جائیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ہاشمی حضور علیہ السلام کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب اسلام کا نور دل میں گھر کر لیتا ہے تو اس میں کشادگی اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے عرض کیا گیا کہ اس کی کوئی علامت بھی ہے ارشاد فرمایا ہاں دھوکے والے گھر یعنی دنیا سے بیزاری اور دار آخرت کے ساتھ لگن اور وقت سے پہلے موت کی تیاری۔ حضرت میمون بن مہرانؒ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! (۱) اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے (۳) اپنی فرصت کو مشغول ہونے سے پہلے (۴) اپنی تونگری کو محتاجی سے پہلے (۵) اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو ہنستے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ اگر تم موت کو بکثرت یاد کرتے تو وہ تمہیں اس حال سے روک دیتی پھر ارشاد فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کا ذکر بکثرت کیا کرو۔ حضرت عمرؓ ایک بار حضرت کعبؓ سے فرمانے لگے کہ ہمیں موت سے متعلق کوئی بات بتاؤ۔ حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ موت ایک خاردار درخت کی طرح ہے جیسے کسی انسان کے پیٹ میں داخل کر دیا گیا ہو اور ہر کانٹا اس کے پیٹ میں اپنی جگہ پکڑ لے پھر ایک طاقتور آدمی اس درخت کو زور سے کھینچنے لگے جس سے اس کا کچھ حصہ ٹوٹ جائے اور کچھ اندر ہی پھنسا رہ جائے۔ حضرت سفیان ثوریؒ کے متعلق منقول ہے کہ ان کے پاس کبھی موت کا تذکرہ آجاتا تو کئی روز تک بے حس پڑے رہتے اور جس شی کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے مجھے کچھ پتہ نہیں مجھے کچھ پتہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے بعض کافر کہنے لگے کہ آپ تازہ مرنے والوں کو زندہ کرتے ہیں ممکن ہے وہ ابھی مرا نہ ہو آپ کسی پرانے مردہ کو زندہ کریں آپ نے فرمایا کہ تم خود جس کا چاہو انتخاب کر لو کہنے لگے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کو زندہ کیجئے آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے سام کو زندہ فرمادیا دیکھا گیا کہ ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال سفید ہو رہے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے زمانہ میں تو بال سفید نہ ہوتے تھے آپ کے بال کیسے سفید ہو گئے؟ کہنے لگے کہ میں نے آواز سنی تو سمجھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے بس اس کی ہیبت سے میرے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو گئے پوچھا گیا کہ آپ کو موت آئے ہوئے کتنی مدت ہوگئی کہنے لگے چار ہزار سال مگر موت کی تلخی کا اثر ابھی برقرار باقی ہے۔ کہتے ہیں کہ جو مومن بھی وفات پاتا ہے اس پر زندگی اور دنیا میں واپسی ایک بار پھر پیش کی جاتی ہے مگر وہ موت کی سختی کے ڈر سے اسے پسند نہیں کرتا البتہ شہداء چونکہ موت کی سختی سے محفوظ رہتے ہیں اس لئے وہ دوبارہ لوٹنے

چند سال قبل ایک جماعت کے ساتھ جانا ہوا۔ مانسہرہ سے آگے ایک چھوٹے قصبہ میں پہنچے۔ مسجد میں سامان رکھا اور تعلیم شروع کی۔ مسجد سے باہر ادھر ادھر کافی لوگ فارغ بیٹھے تھے ہم لوگ ان کے پاس گئے اور مسجد میں آنے کی دعوت دی تاکہ وہ تعلیم میں شریک ہو سکیں۔ کچھ لوگ ہمارے ساتھ مسجد آنے پر تیار ہو گئے ایک صاحب نے کہا کہ میں نماز کے وقت آؤں گا اور نماز کے بعد عذاب قبر کا ایک واقعہ آپ کو سناؤں گا چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد یہ صاحب ہمارے پاس بیٹھ گئے اپنا تعارف

کر دیا کہ وہ ریٹائرڈ فوجی جوان ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی پاک و ہند جنگ میں ایک قبرستان میں اسلحے کا ایک عارضی ذخیرہ بنایا گیا تھا اور کچھ نوجوانوں کے ساتھ اس کی بھی وہاں پہرے پر ڈیوٹی تھی دن کا وقت تھا اور کوئی خاص کام نہیں تھا چنانچہ اس نے قبرستان میں گھومنا شروع کر دیا۔ ایک پرانی قبر کے پاس گزر ہوا تو یوں محسوس ہوا جیسے قبر کے اندر سے ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آواز آ رہی ہو۔ اس فوجی جوان نے بتایا کہ میں نے بندوق کی بٹ کے ساتھ قبر کی اینٹیں ہٹائیں تاکہ دیکھوں یہ آواز کیسی ہے جیسے جیسے میں مٹی ہٹاتا گیا آواز اور تیز ہوتی گئی اور میری دلچسپی اور خوف بڑھتا گیا دن کا وقت تھا اور دھوپ خوب پھیلی ہوئی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ قبر کے اندر انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ پڑا ہے اور اس پر چوہے کی شکل کا ایک جانور بیٹھا ہوا ہے اور جب وہ اپنا منہ اس ڈھانچہ پر مارتا ہے تو سارا ڈھانچہ اکڑ جاتا ہے اور ہڈیوں کے ٹوٹنے اور چٹخنے کی آواز آتی ہے میرے سامنے تین مرتبہ اس جانور نے اپنا منہ ہڈی پر مارا۔ مجھے بہت ترس آیا کہ یہ جانور مردے کو تکلیف پہنچا رہا ہے چنانچہ از الفعل سے جب میں نے اس جانور کو مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مٹی میں چھپ گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ جانور قبر سے نکل کر میری طرف لپکا میرے اوپر کچھ ایسی دہشت سوار ہوئی کہ میں اسے مارنا بھول کر بھاگ کھڑا ہوا کافی دور جانے کے بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ جانور تیزی سے میرے پیچھے بھاگا آ رہا تھا قریب ہی پانی کا ایک جوہڑ تھا اس جانور سے بچنے کے لئے میں اس جوہڑ میں داخل ہو گیا میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ وہ جانور جوہڑ کے کنارے پر آ کر رک گیا اور قدرے توقف کے بعد اس نے اپنا منہ پانی میں ڈال دیا۔ یکایک پانی کھولنے لگا میں بھاگ کر جوہڑ سے باہر نکلا میری ٹانگیں جل رہی تھیں جلد سرخ ہو چکی تھی اور آبلے بھی پڑ چکے تھے درد کی شدت سے میرا برا حال تھا میں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی چنانچہ ایبٹ آباد کے اسپتال میں مجھے داخل کروا دیا گیا اور پھر وہاں سے راولپنڈی کے بڑے فوجی ہسپتال (C.M.H) میں منتقل کر دیا گیا اور پھر وہاں سے میری ٹانگوں کا گوشت گلنا شروع ہو گیا اور ہر وقت خون اور پیپ بدبودار رستا رہتا تھا کسی علاج سے افاقہ نہ ہوا تو مجھے علاج کے لئے امریکہ بھجوایا گیا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اس وقت دونوں ٹانگوں کی صرف ہڈیاں بچ گئی ہیں گوشت آہستہ آہستہ گل کر علیحدہ ہوتا جا رہا ہے اور ہر وقت مردے کی کی بدبو آتی رہتی ہے پھر اس نے ہمیں دونوں ٹانگیں دکھائیں جن پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

(ماخوذ ماہنامہ رضوان لکھنؤ)

عذاب قبر برحق ہے

ایک عبرت انگیز اور نصیحت آموز واقعہ

اور پھر جہاد کر کے شہید ہونے کی تمنا کرتے ہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے کہ شہید کی موت کے وقت اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی کہ جتنی تم کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اے عزرائیل مجھے وہ شکل دکھاؤ جس شکل میں آپ فاسق و فاجر لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں ملک الموت نے فرمایا چھوڑ دو دیکھ نہ سکو گے لیکن خلیل اللہ کے اصرار پر ملک الموت نے فرمایا کہ تھوڑا دوسری طرف منہ پھیرو پھر جب خلیل اللہ نے دیکھا تو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور ہوش میں آئے تو فرمانے لگے کہ قبر و حشر آخرت میں اور کوئی عذاب نہ ہو تو صرف عزرائیل کی اس شکل میں روح قبض کرنا بھی سب سے بڑا عذاب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کے حواس و عقل درست تھے تو میں نے ان سے موت کی کیفیت پوچھی تو فرمانے لگے واللہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میرے کندھوں پر رضوی پہاڑ رکھ دیا ہو اور میری روح سوئی کے سوراخ سے نکالی جا رہی ہو اور جیسے میرے پیٹ میں کھجور کے درخت کے کانٹے پیوست ہوں اور جیسے آسمان و زمین کے دونوں پاٹ مل چکے ہوں اور میں ان دونوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں۔ ابو حامد لفاف کا مقولہ ہے کہ جو شخص موت کو بکثرت یاد کرتا ہے تو اسے تین چیزوں کا اعزاز نصیب ہوتا ہے۔ توبہ میں جلدی، روزی میں قناعت، اور عبادت میں فرحت اور جو شخص موت کا دھیان نہیں رکھتا اسے تین چیزوں میں مبتلا ہونے کی سزا ملتی ہے۔ توبہ میں تاخیر، قدر کفایت روزی پر بے صبری، اور عبادت میں سستی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا مومن افضل ہے فرمایا جو خلق میں سب سے اچھا ہے عرض کیا گیا کون سا مومن دانا ہے فرمایا جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہے اور اس کے لئے سب سے بہتر تیاری کرتا ہے۔ موت کی سختی اور ہولناکی سے آنکھوں کی بینائی ختم ہو جاتی ہے کانوں کے پردے پھٹ جاتے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو موت کے وقت دیکھا گیا تو آپ پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے پوچھا گیا تو فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ موت کتنی گھبراہٹ والی چیز ہے؟ موت کی وادی سے ہر انسان نے گزرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت اس لئے ہر انسان کو چاہئے کہ موت کی تیاری کرے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں نہ جانے کس قدم پہ روح پرواز کر جائے ؎

آدمی کا جسم کیا ہے جس سے پیدا ہے جہاں۔
ایک مٹی کی عمارت، ایک مٹی کا مکاں۔
خون کا گارا بنا یا اینٹ جس میں ہڈیاں۔
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں۔
اور موت کی پرزور آندھی جس دم آ کر ٹکرائے گی
بس یہ عمارت ٹوٹ کر خاک میں مل جائے گی

اللّٰہم اجرنا من عذاب الموت۔ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

(منقول از تنبیہ الغافلین۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی)

بقیہ:۔ ارشادات وملفوظات

ہم اسلامی معاشرہ کو دنیا کے سامنے عملاً پیش کرنے والے بن جائیں۔ تو دنیا اس وقت باطل ... کو چھوڑ کر اسلامی نظام کے اندر آ جائے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اب اپنے کاروبار، کھیتی باڑی اور اہل و عیال کو نہ دیکھو۔ یہ وقت بہت ہی نازک ہے اور لوگوں کے ہدایت پر پڑنے کا بہترین موقعہ ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ محنت کے میدان میں اپنے تمام مالوں۔ اور اسبابوں کے ساتھ کود پڑو اور انسانیت کی خدمت کر جاؤ۔

یادِ رفتگاں

میرے والدِ محترم حافظ ابراہیم دھورات رح

مرسلہ: مولانا حافظ محمد سلیم دھورات، لیسٹر برطانیہ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام اراکین و کارکنان ہفت روزہ ختم نبوت سے حافظ صاحب موصوف کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم حافظ ابراہیم دھورات مرحوم کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اکثر و بیشتر لیسٹر میں عالمی مجلس کے رہنماؤں و مبلغین کا قیام حافظ صاحب مرحوم کے گھر پر ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ اور لواحقین اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(منظور الحسینی)

بڑے رنج کے ساتھ حضرت کی خدمت میں عرض ہے کہ میرے والد محترم حضرت حافظ ابراہیم دھورات رحمۃ اللہ علیہ بروز چہار شنبہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ بمطابق ۳ جولائی ۱۹۹۱ء کو اپنی عمر کے ۷۰ سال گذار کر صبح نو بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ پاک نے مرحوم والد صاحب کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ ساندیر کے مشہور دارالعلوم جامعہ حسینیہ میں قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد اور چند سال بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ اور جوانی میں ہی درس و تدریس کی خدمت شروع کی جو وفات تک جاری رہی۔ آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ جن میں سینکڑوں حفاظ اور علماء ہیں۔ اخیری چند سالوں سے ضعیفی کی وجہ سے مدرسے سے باضابطہ منسلک تو نہیں تھے لیکن پھر بھی روزانہ کئی کئی گھنٹے طلباء عمر کے حفاظ کا دور سنتے تھے جو وفات سے ایک روز پہلے تک بھی جاری رہا۔

اللہ پاک نے اخلاقی بلندی بھی عطا فرمائی تھی چھوٹے بڑے سب سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے، نماز کے لئے وضو کر کے گھر سے جاتے ہوئے چھوٹے بڑے سب کو ہمیشہ پہلے خود سلام کرتے تھے پورے شہر کے مسلمانوں سے خوب لگاؤ تھے۔ علماء کرام کا بہت ہی اکرام کرتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے عام مسلمانوں کے بچوں کو پیسے دیتے تھے۔ سب کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے۔ کسی کا بیٹا اگر عالم بنے یا دنیوی ڈگری حاصل کرے یا کاروبار شروع کرے تو ان کے والدین کو مبارکباد دیتے اور دعائیں کرتے۔ سب کے بچوں کے لئے دعا کرتے کہ اللہ آپ کو دین کا خادم بنائے کسی کی معمولی بیماری کی خبر سنتے تو عیادت کے لئے تشریف لے جاتے یا کم از کم ٹیلی فون سے خیریت دریافت کرتے۔ سرکاری محکمے سے خصوصی شناختی کارڈ بنوا رکھا تھا جس کی وجہ سے کسی بھی وقت ہسپتال میں جا کر مریض سے ملنے کی ان کو اجازت تھی۔ گاڑی کا انتظام کر کے ہسپتال جاتے، مریضوں سے ملتے، ان کے لئے دعائیں کرتے، اگر کوئی رات کو دو بجے بھی بلانے آتا تو اپنی نیند چھوڑ کر بڑی خوشی سے فوراً تیار ہو جاتے۔ اور مریض کے پاس جا کر قرآن شریف پڑھتے دم کرتے، اور ان کو تسلی دیتے۔ اپنے دوست احباب سے اگر مسجد میں ملاقات نہ ہوتی تو دوسروں سے معلوم کرتے۔ اگر وہ باہر گئے ہوں تو دوسرے ان سے فون پر پوچھتے۔ اور میٹھی شکایت کرتے ہوئے کہتے کہ جاتے ہوئے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ کسی کے سفر کی اطلاع ملتی تو ان سے ملنے ضرور جاتے۔ واپسی پر بھی ملاقات کرتے، دوسرے کے سامنے کسی کی طرف سے بھی کبھی کسی قسم کی شکایات نہ کرتے، ہمیشہ خود بھی تعلق جوڑے رکھا۔ اور دوسرے مسلمانوں میں اور ملنے والوں میں جوڑ باقی رہے اس کا پورا لحاظ رکھا۔ ان کا سینہ سب کی طرف سے ہمیشہ صاف رہا۔ اور اسی حال میں اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ شاید ان کے یہی بے لوث تعلقات اللہ پاک کو بہت پسند تھے جس کی وجہ اخیری ہفتے میں متعلقین سے ملنے کے اسباب خود بخود پیدا ہو گئے۔ لیسٹر شہر میں تبلیغی مرکز کا افتتاح اخیری ہفتے میں ہوا جس میں انگلینڈ کے امیر جماعت تشریف لائے تھے۔ شہر اور قرب و جوار کے بہت سے احباب جمع ہو گئے تھے دو روز تک اجتماع رہا۔ دونوں روز صبح سے شام تک وہیں رہے اور سب سے ملے وفات سے تین روز پہلے جامعہ حیات الصالحات کے مشورے کے سلسلے میں شہر کے چھوٹے بڑے علماء کرام ان کے گھر میں جمع ہوئے ان سب سے ملاقات ہوئی اور ان کو ناشتہ کرایا۔ برطانیہ اور ہند و پاک سے جو علماء کرام تشریف لاتے ان کے بیانات میں شرکت فرماتے چاہے دور کی مسجد میں ہو۔ اور چاہے نوعمر عالم ہو۔ بڑے ہی رقیق القلب تھے۔ بیان میں آخرت کے ذکر پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سننے پر اکثر رو پڑتے، حاضرین محسوس کرتے کہ یہ بلا تکلف رونا ہے۔ بیان کے بعد خود بڑھ کر مصافحہ کرتے مسجد میں جو بھی نئے مہمان نظر آتے ان سے ملنے ضرور جاتے چاہے واقفیت ہو یا نہ ہو۔ تبلیغی جماعت میں آنے والے احباب کے ساتھ بیٹھتے ان کی باتیں سنتے اور جماعت میں جانے کے لئے نام لکھواتے۔ وفات سے دو روز پہلے ڈیوزبری کے اجتماع میں دس روز جانے کے لئے نام لکھوایا۔ لیسٹر کے احباب جب دوسرے شہروں میں جاتے تو وہاں کے علماء اور جماعت کے احباب والد صاحب کی خیریت دریافت کرتے ان کے خلوص کی باتیں کرتے۔ اور اپنے سلام کہلواتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے ملک میں ان کی اخلاقی شہرت اور عزت ہے۔

دینی مراکز کے ساتھ بھی اخیر تک تعلق باقی رہا۔ برطانیہ اور ہند و پاک کے بہت سے مدارس کیلئے رمضان مبارک میں چندہ جمع کرتے۔ جب خود نہیں چل سکتے تو رسید پر دستخط کر کے نوجوانوں کو بھیجتے۔ چندہ کے لئے باہر سے آئے ہوئے علماء کرام کا تعاون بھی فرماتے۔ ان کو اپنے گھر ہفتوں تک ٹھہراتے۔ بعض علماء کرام کا ایک ایک مہینہ تک قیام رہا اور ان کی ویسی ہی خدمت کرتے جیسے ایک دو دن کے مہمان کی ہوتی ہے وفات سے دو روز پہلے بھی مجلس خدام الدین سورت کی رسیدیں اپنے ہاتھ سے تقسیم کیں۔ شہر میں کسی مسجد یا دینی ادارے کا قیام عمل میں آتا۔

تو وہاں تشریف لے جاتے۔ اور نمازیں پڑھتے اور ان کی ہمت بڑھاتے اپنے تعاون کی پیش کش کرتے۔ ختم بخاری شریف کے موقع پر سواری کا انتظام خود کرتے اور درس بارہ حضرات کو تیار کرکے دارالعلوم بری تشریف لے جاتے۔

عام مسلمانوں سے ہمدردی بھی بہت تھی۔ شادی بیاہ کے معاملات میں رشتے کی تلاش میں والدین کا تعاون فرماتے وفات سے پانچ روز پہلے بھی ان کے ایک دوست کے وہاں آئے ہوئے مہمان کے لئے رشتے کے لئے دوڑ دھوپ کی اور قریبی شہر میں رابطہ کرکے ان کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے گئے ڈرائیور نہیں مل سکا تو اپنے خادم کو ساتھ میں لیا۔ ان مہمانوں سے کسی قسم کا معاوضہ نہ لیا۔ حضرت والد صاحب ہندوستان کے ہزاروں فقراء کے کفیل تھے احباب سے پیسے اکٹھے کرکے رمضان المبارک عیدین، شادی وغیرہ کے موقع پر پیسے بھیج کر تعاون فرماتے مدارس میں تعلیم لینے والے کئی طلباء اور طالبات کی فیس کے انتظام کی ذمہ داری بھی وفات تک رہی حضرت والد صاحبؒ میں تواضع وانکساری انتہائی درجہ کی تھی۔ وفات تک اپنا ہر چھوٹا بڑا کام خود کرتے رہے بلکہ گھر کے تمام افراد کی خود خدمت کرتے اور کسی سے خدمت نہ لیتے۔ سادگی کا تو عالم ہی اور تھا۔ ہمیشہ زمین پر بستر رہا اور دنیا سے مکمل بے رغبتی رہی بلکہ ضروریات زندگی کے علاوہ دنیاوی امور میں کبھی دلچسپی نہ لی۔

نوجوان نسل کی بہت فکر فرماتے۔ اور جب سے حکومت کی طرف سے سکولوں میں مخلوط تعلیم کو لازمی کیا گیا ہے۔ ہمیشہ فکر مند رہے۔ لوگوں سے کہتے کہ یہاں کے آزاد ماحول کے اثرات سے اپنی نسل کو بچانے کے لئے مسلم بچیوں کے لئے علیحدہ سکول اور مدرسہ بناؤ۔ ایک دفعہ ایک ہسپتال کا پتہ چلا کہ بکنے والا ہے۔ تو خود دیکھنے گئے اور دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہسپتال تو مدرسہ کے لئے بہت موزوں ہے۔ اگر مسلمان اس کو خرید لیں تو میں اپنا مکان بیچ کر سارے پیسے اس میں بطور قرض دے دوں گا۔ مدرسہ کے مکان میں رہوں گا۔ ان کی فکر ہی کا نتیجہ تھا کہ وفات کے تین روز پہلے لیسٹر شہر کے تمام مساجد کے تقریباً بیس علماء کرام جمع ہوئے اور تین چار گھنٹے مشورہ کرنے کے بعد دس برس سے اوپر کی طالبات کے لئے ایک مدرسہ بورڈنگ کے ساتھ قائم کرنا تجویز ہوا۔ جس کا نام جامعہ حیاۃ الصالحات رکھا گیا اور تربیتی معاملے میں چونکہ شفقت ضروری ہے اس لئے اہتمام کے لئے آپ ہی کا نام تجویز کیا گیا۔ ہفتے کے روز شام کو مشورہ ہوا۔ اور مغرب کے بعد ہی سے اس سلسلے میں ملاقاتیں کرنا شروع کر دیں۔ اتوار کے روز بعد نماز ظہر ایک مسجد کے ذمہ داروں سے اس سلسلہ میں چار گھنٹے باتیں کیں اور بعد نماز عصر ایک بکنے والی مسجد کا معائنہ کرنے تشریف لے گئے، منگل کے روز بعد نماز ظہر ایک گھنٹہ اس سلسلے میں بعض علماء سے اہم مشورہ کیا اور قبل عصر طبیعت ناساز ہوئی اور بدھ کے روز تو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

معمولات:- تہجد، اشراق، چاشت، اوابین اور باجماعت نماز کے ہمیشہ پابند رہے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کم از کم تین پارے۔ الحزب الاعظم، مناجات مقبول، دلائل الخیرات اور اد فتحیہ، قصیدہ طوبٰی، درود شریف کی منزل وغیرہ اوراد کی پابندی کرتے۔ اگر سفر کرنا ہوتو صبح سویرے قرآن کریم کی تلاوت کر لیتے۔ اور وظائف کی کتابیں ایک تھیلے میں ساتھ لے جاتے اور راستے میں یہ معمولات پورے کر لیتے ہمیشہ باوضو اور ذکر سے رطب اللسان رہتے۔ اور ہر ایک کو دعاؤں سے نوازتے۔

سفر آخرت

وفات کے اگلے روز بھی تمام نمازیں مسجد میں پیدل جا کر جماعت سے پڑھیں عصر سے عشاء تک مسجد ہی میں قیام کیا اور اپنے رفیق خاص حضرت مولانا گورا صاحب مدظلہ العالی سے کہا کہ سینے میں کچھ ہلکا سا وزن محسوس ہوتا ہے۔ نماز کے لئے آتے ہوئے راستے میں بیٹھ گیا تھا اور عصر پڑھ کر گاڑی میں واپس جانے کے لئے میں نے کہہ دیا ہے۔ لیکن اب میں گھر نہیں جاؤں گا۔ مسجد میں میرا بہت دل لگ رہا ہے؛ عصر کے بعد فضائل حج کی تعلیم ہو رہی تھی۔ مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کا بیان پڑھا جا رہا تھا۔ سنتے جاتے تھے اور اللہ اللہ پڑھتے رہتے تھے جس سے معلوم ہوتا کہ بہت ہی متاثر ہو رہے ہیں تعلیم سے فارغ ہو کر دوستوں سے ملے۔ اپنے سینے کی تکلیف کا مختصر تذکرہ کیا۔ اور پھر تندرست لوگوں کی طرح باتیں کرتے رہے۔ پتہ بھی نہیں چلتا تھا کہ بیمار ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد قرآن کریم کی تفسیر کی مجلس میں بیٹھے اور عشاء کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکل کر پیدل گھر تشریف لے گئے۔ معمولات سے فارغ ہو کر لیٹ گئے۔ صبح کی نماز باجماعت ادا کی اور صبح نو بجے کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی ہوگی لیکن کسی کو پکارا نہیں کیونکہ گھر والوں کے سامنے اپنی تکلیف ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اگلے کمرے میں اسی حالت میں لیٹے تھے کہ اللہ کو یاد کرتے کرتے اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ آدھے گھنٹے کے بعد میری والدہ چائے پیش کرنے گئیں تو معلوم ہوا کہ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر نے آکر وفات کی تصدیق کی۔ اور پھر ٹیلی فون کے ذریعے سے پورے ملک میں اطلاع پہنچ گئی۔ سب سے پہلے شہر کے علماء تشریف لائے جامعہ کے سرپرست اور شیخ حضرت مولانا یوسف صاحب دامت برکاتہم شدید کمزوری کی وجہ سے سفر نہیں کر سکتے تھے

حدیث شریف کی معروف اور مستند کتاب

آثار السنن

تالیف، علامہ محمد بن علی النیموی رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۳۲۲ھ

اردو ترجمہ، اعراب، حاشیہ، تخریج

مولانا محمد اشرف فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم ووفاق المدارس العربیہ پاکستان

پہلی بار اصل متن اور ترجمہ یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ طلباء اور عوام الناس کی سہولت کے لیے اعراب لگا دیئے گئے ہیں ترجمہ نہایت آسان سلیس اُردو اور عام فہم انداز میں کیا گیا ہے ہر حدیث کا حوالہ مع باب وصفحہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ ضروری اور اہم مقامات پر مختصر اور مفید حواشی درج کیے گئے ہیں۔ دینی مدارس کے طلباء اور عوام الناس کے لیے یکساں مفید ہے۔

عمدہ طباعت، خوبصورت جلد، قیمت ۱۵۰/- روپے

آثار السنن مع التعلیق الحسن عربی

حققہ وصححہ

مولانا محمد اشرف فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم ووفاق المدارس العربیہ پاکستان

اعراب، تخریج اور تحقیق کے ساتھ معیاری کتابت عمدہ طباعت، خوبصورت اور مضبوط جلد۔

قیمت: ایک سو روپیہ

مکتبہ حسینیہ قذافی روڈ گرجاکھ گوجرانوالہ

لیکن مولانا ہاشم صاحب اور حضرت مفتی شبیر صاحب مدفیوضہما سمیت اکابر اساتذہ کرام کو جنازہ میں شرکت کے لئے بھیجا اور ٹیلی فون پر ہمیں تسلی اور ہدایت دیتے رہے۔ تجہیز کے علماء نے غسل دیا غسل کے وقت تمام حاضرین ایک ساتھ پکار اٹھے کہ حافظ صاحب تو ہنس رہے تھے۔ دو تین منٹ تک مسکراتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ وفات کے وقت مسکراتے ہوئے گئے ہیں۔ پانچ چھ گھنٹے میں مقامی اور دوسرے شہروں سے سینکڑوں حفاظ علماء اور ہزاروں مسلمان جمع ہوگئے۔ شام کو چار بجے مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا ہاشم پٹیل صاحب مدظلہ العالی نے کھلے میدان میں نماز جنازہ پڑھائی تقریباً دو ہزار سے زائد احباب نے اشکبار آنکھوں سے والد صاحب کو لحد میں اتارا یہ سب کچھ چند گھنٹوں میں ہوا جو کہ یہاں کی حکومت کے خاص قوانین کی وجہ سے بہت عجیب ہے۔ جلدی کی وجہ سے بے شمار لوگ جنازہ میں شرکت نہ کرسکے جیسے جیسے لوگوں کو اطلاع ملتی گئی۔ لوگ ٹیلی فون پر تعزیت کرتے ہوئے ایصال ثواب کی اطلاع دیتے رہے۔ دارالعلوم بری کے طلبہ بھی خوب مانوس تھے۔ دفن سے پہلے ہی ہر کلاس کے طلبہ قرآن شریف ختم کرکے ایصال ثواب کرچکے تھے۔ ابھی تک لوگ رات گئے تک تعزیت کے لئے آتے رہتے ہیں لاکھوں مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد کرکے ایصال ثواب کیا گیا۔ برطانیہ اور بیرون ملک سے چوبیس گھنٹے میں دو سو سے زائد ٹیلی فون آچکے۔

ان سب باتوں کو دیکھ کر والد صاحبؒ کی عند اللہ مقبولیت کا احساس ہوتا ہے۔ اور والد صاحبؒ جیسے شفیق کا سایہ اٹھنے کا صدمہ کم ہوتا ہے۔

اولاد :۔ ہم پانچ بھائی برطانیہ میں اور ایک بھائی ہندوستان میں ہے۔ اور چار بہنیں اپنے اپنے گھروں میں الحمد للہ اطمینان سے ہیں۔ چار بھائیوں نے قرآن پاک حفظ کیا ہے۔ والد صاحبؒ کی دعا کی برکت سے میں نے یہیں دارالعلوم بری سے فراغت حاصل کی اور اب اللہ کے فضل سے دارالعلوم ہی میں عربی کتابوں کی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ دوسرے چھوٹے بھائی حافظ

باقی صا۲۱ پر

ہائیکورٹ کے مرزائیوں سے سات سوالات کا

تاریخی جواب الجواب۔

از قلم مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندہریؒ

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ مسٹر منیر اور ان کے ایک ساتھی جج مسٹر ایم آر کیانی کو اس سارے معاملہ کی تحقیقات پر متعین کیا گیا۔ اس مقدس تحریک کا نام اس وقت کی مرزائی نواز حکومت نے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء رکھا۔ اور عدالت کا نام منیر انکوائری کمیشن رکھا گیا۔ اس عدالت نے آٹھ نو ماہ تک انکوائری کو شیطان کی آنت کی طرح لمبا کیا اور جب ملک کے حالات پر سکون ہوگئے تو ایک لمبی ترچھی رپورٹ شائع کر دی اس عدالت نے مرزائیوں سے سات سوالات دریافت کئے تھے، مرزائیوں نے اپنے روایتی دجل سے ان کا جواب بھی دجل آمیز عبارتوں میں دیا۔ جس میں مغالطے دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ مرزائیوں کی کتاب الحیل اور تاویل تو مشہور ہے ان حیلوں اور تاویلوں اور دجل و فریب سے انہوں نے جوابات دے کر عدالت کے اخذ و مواخذہ سے بچنے کی کوشش کی۔ جس پر اسلام کی رو سے ان مرتدوں کا مقام متعین ہو سکتا تھا۔ اس سے بچنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ مولانا محمد علی جالندھری نے ان سوالات کے جواب الجواب میں درج ذیل رسالہ تحریر کیا اور اسے عدالت میں داخل کیا گیا۔ ہم نئی نسل کو فتنہ قادیانیت کی فتنہ سامانیوں سے آگاہ کرنے کے لئے اس عظیم مناظر اسلام، قاطع قادیانیت، پاسبان ناموس رسالت کی ذیشان تحریر کو دوبارہ شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ تاکہ قارئین ان کی اس تحریر سے ان کی ذہانت، فطانت اور قوت استدلال سے آگاہ ہو کر ان کی عظمت اور ان کی شخصیت کا اندازہ لگا سکیں۔

قیمت دس روپے بمعہ ڈاک خرچہ

ملنے کا پتہ	دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان فون: ۴۰۹۷۸

فہرست مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتب	مصنف	زبان	قیمت
۱	التصریح	امام عصر سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	عربی	۵۰
۲	ہدیۃ المہدیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ	〃	۱۰
۳	المتنبی القادیانی	حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ	〃	۵
۴	الموقف ملت الاسلامیہ	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ	〃	۲۵
۵	ہائیکورٹ کے سات سوالات کا جواب الجواب	حضرت مولانا محمد علی جالندھری رح	اردو	۱۰
۶	رئیس قادیان	حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری رح	〃	۷۰
۷	احتساب قادیانیت	حضرت مولانا لال حسین اختر رح	〃	۲۵
۸	شہادۃ القرآن	حضرت مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی رح	〃	۲۰
۹	خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ	〃	۲۵
۱۰	کلمۂ فضل رحمانی	قاضی فضل احمد	〃	۲۰
۱۱	مرزائی نامہ	مولانا مرتضیٰ احمد میکش	〃	۱۰
۱۲	قادیانی مسلمان کیوں نہیں ؟	مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ	〃	۱۰
۱۳	قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت	مولانا اللہ وسایا مدظلہ	〃	۶۰
۱۴	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	〃 〃 〃	〃	۵۰
۱۵	اسلام اور قادیانیت	مولانا عبد الغنی پٹیالوی	〃	۲۰
۱۶	ہرچہ گویم حق گویم	سید ابن گیلانی	〃	۸
۱۷	سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح اور پاکستان	زاہد منیر عامر	〃	۵۰
۱۸	مغلظات مرزا	مولانا حافظ نور محمد صاحب	〃	۱۰
۱۹	قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	صاحبزادہ طارق محمود	〃	۵
۲۰	جیس - JESUS	حضرت مولانا لال حسین اختر رح	انگلش	۵
۲۱	وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ		〃	۱۰
۲۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و نزول کا عقیدہ	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ	اردو	۲۵

نوٹ :- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک تبلیغی ادارہ ہے کتب پر صرف لاگت وصول کی جاتی ہے اس لیے کمیشن نہ ہوگا۔ مطلوبہ کتاب کی قیمت پیشگی آنا ضروری ہے۔ کتاب وی۔ پی ہرگز نہ ہوگی۔

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

الجزائر کی اسلامی تحریک نئے مرحلوں میں
مغرب زدہ طبقہ کی نیندیں اڑی ہوئی ہیں

شمالی افریقہ کے مسلم ملک میں الجزائر ۱۲ جون ۱۹۹۰ء کو منعقد ہونے والے بلدیاتی و صوبائی انتخابات میں وہاں کی تحریک اسلامی کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی تھی تحریک اسلامی یعنی اسلامک سالویشن فرنٹ (ایف آئی ایس) کی عظیم الشان کامیابی سے الجزائر کا سیکولر طبقہ بری طرح پریشان ہے نتیجے کے طور پر اب وہاں تحریک اسلامی کو ناکام بنانے کے کام کا آغاز ہو گیا ہے۔

الجزائر ۲۳ لاکھ ۸۱ ہزار ۷۴۱ مربع کلومیٹر رقبے پر مشتمل ہے اس کے مشرق میں تیونس اور لیبیا ہیں تو شمال میں بحیرہ روم، مغرب میں مراکش اور جنوب مغرب میں مالی اور ماریطانیہ واقع ہیں، جبکہ اس کے شمال مغرب میں نائیجیریا واقع ہیں۔

الجزائر میں منعقد ہونے والے انتخابات سے قبل وہاں کا سیکولر اور مغرب زدہ طبقہ جس میں برسر اقتدار جماعت نیشنل لبریشن فرنٹ (ایف ایل این) بھی شامل ہیں آپس میں ایکا کر کے تحریک اسلامی کے خلاف عوام میں بددلی پھیلانے اور تحریکی کارکنوں کا مورال ناکام کرنے کے لئے ہتھکنڈے پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے واضح رہے کہ برسر اقتدار جماعت کو فرانس سے براہ راست امداد وصول ہوتی ہے۔ دوسری طرف وہاں تحریک اسلامی بھی ان ہتھکنڈوں کا بڑا بر مقابلہ کر رہی ہے وہ سرکاری پروپیگنڈے کے جواب میں عوام کو سرکاری اعمال اور اہل کاروں کی بدعنوانی کے ٹھوس ثبوت فراہم کر رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ الجزائر میں اعلیٰ مناصب پر فائز افراد رشوت بدعنوانی اور اس قسم کی دیگر خیانتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تحریک اسلامی کی اس کارروائی کا اثر زائل کرنے کے لئے حکومت ہر قسم کی افواہوں اور ڈس انفارمیشن کی حمایت کرتی ہے۔

خود فرانس میں بھی یہ خیال تقویت پانے لگا ہے کہ اگر الجزائر کی تحریک اسلامی یعنی اسلامک سالویشن فرنٹ (آئی ایس ایف) نے دینی رجحان رکھنے والی دیگر تنظیموں سے اتحاد کر لیا تو یہ آئندہ انتخابات کے بعد نہایت آسانی کے ساتھ حکومت بنانے میں کامیاب ہو جائے گی۔

ظاہر سی بات ہے کہ تحریک اسلامی کی کامیابی کی صورت میں وہاں صرف اور صرف اسلامی نظام ہی رائج ہو سکے گا یہی وجہ ہے کہ الجزائر کے سیکولر اور مغرب زدہ طبقے کی نیندیں اڑی ہوئی ہیں۔ تاہم تحریک اسلامی کی منزل اگرچہ دور نہیں تو اتنی قریب بھی نہیں ہے حال ہی میں وہاں شیخ محفوظ النہناع نے ایک نئی جماعت اسلامک سوسائٹی موومنٹ (ای۔ ایس۔ ایم) کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ تحریک اسلامی اور نئی قائم ہونے والی جماعت میں دو بڑے واضح فرق موجود ہیں تحریک اسلامی الجزائر کو اسلامی ریاست کا روپ دینا چاہتی ہے تو اسلامک سوسائٹی موومنٹ عوام میں سماجی ثقافتی اور تعلیمی شعور کو بیدار کرنے کے لئے ایک تدریجی اور سہ رخی پروگرام پر عمل کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ اس طرح الجزائر کو اسلامی ریاست کا روپ دیا جائے۔

تحریک اسلامی کے قیام میں شیخ عباس مدنی اور شیخ علی بلحاج کا نام قابل ذکر ہے تحریک اسلامی نے ملک کے موجودہ دیگر اسلامی دھڑوں کو یہ بات باور کرائی ہے کہ اتحاد میں کتنے فوائد مضمر ہیں اور اسی طرح مل کر الجزائر کو ایک اسلامی ریاست بنایا جا سکتا ہے چنانچہ کئی بار سرکردہ شخصیات اور تنظیمیں تحریک اسلامی سے مفاہمت کر چکی ہے ان میں شیخ محمد سعید، ڈاکٹر رضوی، جہاد گروپ، شیخ جبیلہ کا عقدہ گروپ اور حزب اللہ گروپ شامل ہیں۔

دوسری طرف شیخ عباس مدنی اور تیونس کی تحریک اسلامی کے قائد شیخ راشد الغنوشی نے متعدد بار یہ کوشش کی کہ شیخ محفوظ النہناع کو اس بات کے لئے قائل کیا جائے کہ وہ اسلامی ریاست کے قیام میں مدد کرنے کے لئے تحریک اسلامی سے تعاون کریں۔ مگر انہوں نے اب تک تحریک اسلامی سے تعاون کے بارے میں اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دینی تشخص رکھنے والے جماعتوں کے آپس میں انتشار سے سیکولر اور مغرب زدہ طبقے کو بڑی خوشی اور آسانی ہوتی ہے ان کو خوشی اس بات پر ہے کہ دین کا نام لینے والے اور اسے نافذ کرنے کا عزم رکھنے والے خود ہی انتشار کا شکار ہیں لہٰذا دین نافذ ہو سکے گا نہ ہی ان کے تعیشات میں کمی واقع ہو گی۔ اور آسانی اس بات کی ہے کہ اس بہانے وہ سادہ لوح عوام کو دین سے برگشتہ کرنے میں زیادہ آسانی سے کامیاب ہو جائیں گے۔

شیخ عباس مدنی نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹۹۱ء کا سال الجزائر کو اسلامی ریاست میں تبدیل کرنے کا سال ہے اور تحریک اسلامی کو روکنے والے اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس ضمن میں خاص بات یہ ہے کہ ستمبر ۱۹۹۰ء کو یہاں جو دستور منظور ہوا تھا اس میں اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب اور عربی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا تھا

امریکہ کی پارلیمنٹ میں پہلی مرتبہ اسلامی دعا
مسجد التقویٰ کے امام سراج وہاج نے دعا پڑھی

واشنگٹن ...... امریکہ کے ایوان نمائندگان (العوام) میں مسلمان امام نے پہلی مرتبہ اللہ پاک سے امریکی قوم کے لئے دعا کی۔ بروکلین (نیویارک) کی مسجد التقویٰ کے امام سراج وہاج نے دعا کی کہ اے اللہ اس قوم کے قائدین کو ہدایت دے اور ان کی صحیح رہنمائی فرما اور انہیں سچائی کا راستہ دکھا اور عقل سلیم عطا کر۔

ایوان کے چاپلین آفس نے کہا ہے کہ اس سے پہلے ایوان کا کوئی ایسا ریکارڈ موجود نہیں جہاں امریکی ایوان نمائندگان میں کوئی پہلے اسلامی طرز پر دعا کی گئی ہو حالانکہ ریکارڈ نامکمل ضرور ہے کانگریس ویسٹ ورجینیا کے جج راہل نے کئی مسلم اور عرب جماعتوں کی درخواست پر ایوان نمائندگان میں اسلامی طرز دعا کا اہتمام کیا تھا امریکہ میں مسلمانوں اور عربوں کی آبادی میں سرعت کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ نیز کئی سیاہ فام لوگ بھی مذہب اسلام قبول کر رہے ہیں۔

ریاض

صحرائی بستی — شہر باغ و بہار

طارق عزیز

ریاض ایک اہم ترین اسلامی ملک کا دارالحکومت ہی نہیں اب دنیا کے ان چند منتخب شہروں میں سے ایک ہے جو اپنی وسعت، تیز رفتار ترقی، خوبصورتی اور جدید بنیادی تمام تر سہولتوں کے باعث عالمی اہمیت رکھتے ہیں۔ ریاض کے لغوی معنی باغ کے ہیں اور اس بستی کا نام ریاض اس لئے رکھا گیا تھا کہ عہد قدیم کی تاریخ کی رو سے اس پورے ریگستان میں صرف یہی خطہ تھا جہاں کچھ سبزہ اور پانی کا وجود پایا جاتا تھا۔ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے ریاض سعودی مملکت کے عین وسط میں واقع ہے گویا یہ شہر مملکت کا قلب ہے۔

بیسویں صدی کے اوائل میں ریاض ایک دائرہ نما گاؤں تھا جس کا قطر تین کلومیٹر سے زیادہ نہیں تھا لیکن آج بیسویں صدی کے آخری مراحل میں یہ شہر ایک ہزار چھ سو کلومیٹر رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ ابھی ۱۹۷۵ء تک اس شہر کا رقبہ صرف ۳۰۴ کلومیٹر تھا۔ آبادی کے لحاظ سے بھی ریاض نے بے مثال ترقی کی ہے ۱۹۴۹ء میں اس شہر کی آبادی صرف ۲ لاکھ نفوس پر مشتمل تھی جو ۱۹۸۶ء میں ایک سروے کے مطابق بڑھ کر چودہ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔

ریاض نے تمدنی، عمرانی، اقتصادی اور صنعتی طور پر جو ہمہ جہت اور تیز رفتار ترقی کی ہے اس کی نظیر کم ہی ملے گی۔ آخری مرحلے میں دارالحکومت میں جو بڑے بڑے منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچائے گئے ہیں ان میں خوبصورت و فراخ شاہراہیں، خلائی ادارے کے علاوہ سفارتخانوں کا کمپلیکس، گورنر ریاض کا نیا دفتر اور کنگ خالد انٹرنیشنل ایئرپورٹ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس سے پہلے ریاض کی بڑی بڑی سڑکوں، شاہراہوں کو مختلف ناموں سے منسوب کیا گیا۔ محلوں کے نام رکھے گئے۔

مکانات کے نمبر لگائے گئے۔ خوبصورت سڑکوں کو شجرکاری کے ذریعہ حسین تر بنا دیا گیا۔ وسیع و عریض پارک اور تفریح گاہیں بنائی گئیں جن سے اس شہر کا حسن دوبالا ہوگیا۔

کمپیوٹر کی مدد سے ریاض کا فضائی سروے کرکے اس کے نقشے بنائے گئے۔ مشرق وسطیٰ میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا تجربہ تھا جسے سعودی حکومت نے انجام دیا۔ ۱۹۸۶ء کے ایک سروے کے مطابق دارالحکومت میں ۸۰ ملین میٹر سڑکیں تعمیر کی گئیں جس کے سلسلے میں ۲۶ سرنگیں اور ۳۰ پل بھی بنائے گئے جبکہ عام راہگیروں اور پیدل چلنے والوں کے لئے ۱۲ سرنگیں اور ۱۰ پل کی تعمیر عمل میں لائی گئی۔ صنعتی ترقی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس شہر میں ۷۲ کارخانے تھے جو اب بڑھ کر ۵۰۵ ہوگئے ہیں۔ آخری مرحلے میں جو شجرکاری ہوئی اس کے تحت ۹۰۰ کلومیٹر طویل سڑکوں کے کنارے سایہ دار درخت لگائے گئے۔ بچوں کی تفریح کے لئے حکومت نے ۱۲۰ باغیچے فراہم کئے ہیں۔

ریاض اپنی تاریخی لحاظ سے بھی اپنے دامن میں گرانقدر آثار رکھتا ہے۔ المصمک کا قلعہ، مربع پیلس اور ابو مخروق کی پہاڑی قابل ذکر اور قابل دید ہیں۔ اس کو پہلو بہ پہلو جدید تہذیب کے نئے ترقیاتی شاہکار بھی دعوت نظارہ دیتے ہیں ان میں ڈپلومیٹک کوارٹرز کا خوبصورت علاقہ ۸ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے جس میں ۱۵ کلومیٹر طویل سڑکیں موجود ہیں۔ ملک سعود یونیورسٹی جو درعیہ روڈ پر واقع ہے۔ مشرق وسطیٰ کی چند اہم یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے جس کے معیار تعلیم کا بیرون ملک میں بھی اعتراف کیا جاتا ہے۔

کنگ خالد انٹرنیشنل ایئرپورٹ سعودی عرب کا دوسرا بڑا ایئرپورٹ ہے اور دنیا کے چند بہترین ہوائی اڈوں میں سے شمار کیا جاتا ہے یہ ایئرپورٹ ۲۲۵ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے اور اس ہوائی اڈے پر سالانہ دس ملین مسافروں کی آمد و رفت کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور کی بلندی ۸۲ میٹر ہے اور یہ اسلامی فن تعمیر کا بہترین نمونہ اور شاہکار ہے ریاض کی ٹی وی ٹاور کی بلندی ۱۷۶ میٹر ہے جسے دارالحکومت کے ہر علاقہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ شہر کا ایک قابل ذکر اور قابل دید منصوبہ کنگ فہد اسٹیڈیم ہے جس کا افتتاح ۱۹۸۸ء میں ہوا۔ یہ اسٹیڈیم بھی اپنا جواب آپ ہے۔

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ ریاض کے معنی باغ کے ہیں تو آج مملکت سعودی عرب کا یہ عظیم اور خوبصورت شہر اسم بامسمیٰ بن چکا ہے اور اسے اس منزل تک سخت ترین و جانگسل جد و جہد سے پہنچایا گیا ہے۔ کسی صحرا کو سبزہ زار اور چمن زار بنانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لیکن آج ساری دنیا کی نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ ریاض کو صحرائے عرب کا چمن زار بنانے کا مشکل ترین کام انجام دیا جا چکا ہے۔ سچ یہ ہے کہ عزم محکم ہو تو راہ کی دشواریاں راستہ چھوڑ دیتی ہیں اور منزل آسان ہو جاتی ہے۔ آج اس کا سب سے بڑا ثبوت دارالحکومت ریاض کی تعمیر و ترقی کا نقشہ ہے۔

صحرا کے وسط میں شجرکاری کے لئے سب سے پہلے جس درخت کا انتخاب کیا گیا وہ کھجور کا درخت تھا۔ کھجور کا درخت سعودی مملکت کا نشان بھی ہے۔ اور اس سرزمین پر کاشت کیلئے موزوں بھی ہے۔

سعودی حکومت اور اس کے عوام کی مسلسل جد و جہد نے کل کے اس صحرائی شہر کو آج واقعتاً ریاض بنا دیا ہے۔ یعنی یہ شہر اب اپنے نام کی حقیقی تعبیر بھی ہے۔

بقیہ :- میرے والد محترم

اسمٰعیل سلمہٗ اس سال فارغ ہو رہے ہیں۔ والدہ محترمہ کی خدمت اب ہمارے ذمہ ہیں۔

حضرت اور حضرت کے متوسلین سے خصوصی گذارش ہے کہ ایصال ثواب کرکے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحبؒ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے ان کی قبر کو نور سے روشن فرمائے۔ اپنی جوار رحمت میں رکھے۔ ان کے حسنات کو قبول فرمائے۔ ان کی اولاد میں بھی ان کی خوبیاں پیدا فرمائے اور ان کی نیک تمناؤں خاص کر جامعہ حیات الصالحات کہ جس کی بنیاد چند روز پہلے ان کے گھر میں قائم ہوئی ہے جلد پورا فرمائے (آمین)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

سکون کی تلاش

مولانا کبیر الدین فاران مظاہری
ناظم مدرسہ قادریہ مسروالا (ہماچل پردیش)

یہ رنگ بدلتی دنیا روشنیوں کا دور کہلاتی ہے۔ جو ترقی کی انتہائی منزلیں طے کر رہی ہے۔ جس کے مزاج میں ہر آن تغیر و تبدل رچا بسا ہے۔

آج انسانیت کے دامن میں علم و دانش کی بھرپور تجلیاں ہیں۔ تہذیب و تمدن کے بے پناہ اجالے ہیں۔ آج انسان زمین پر چل ہی نہیں رہا ہے بلکہ ہواؤں کے دوش پر اڑ بھی رہا ہے۔ خلاؤں میں اسٹیشن بنا رہا ہے اور چاند پر کمندیں ڈالی جا چکی ہیں۔ سورج کی کرنوں کا تجزیہ ہوا جا رہا ہے۔ زمین کے پوشیدہ خزانے باہر نکالے جا رہے ہیں۔ پہاڑوں کی سربلند چوٹیاں سرکی جا رہی ہیں۔ کل کا انسان جن باتوں پر یقین نہ کر سکتا تھا۔ آج کا آدمی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر رہا ہے اور وہ ہماری روزمرہ زندگی کے معمولات میں شامل ہیں۔ آج انسان کو پرندوں کی طرح فضاء میں اڑتے دیکھ کر حضرت سلیمانؑ کے تخت کی اڑان کو جادو و شعبدہ بازی اور دھوکہ نہیں سمجھا جاتا۔

ترقی نے فاصلوں کو ختم کر کے دنیا کو کھیل کا میدان بنا دیا ہے۔ دوری اور نزدیکی کے تمام پردے اٹھا دیئے ہیں۔ ان سربستہ رازوں کو کھول کر رکھ دیا ہے۔ جو کل تک آنکھوں سے اوجھل اور پردہ جہل میں پڑے تھے۔

غرضیکہ مادی اعتبار سے انسان نے کافی ترقی کر لی ہے۔ مریخ میں آبادی۔ چاند کے دھندلکوں میں انسان۔ سمندر کی تہہ میں موتی۔ زمین کے جگر میں تیل۔ پہاڑوں کے لق و دق میدان میں چھپے ذخیرے۔ دولت کی فراوانی۔ عیش و عشرت کے بے شمار وسائل اور نظام ہائے فلاح و بہبود کے منظم ادارے۔ مگر ان ترقیوں کی تہہ تک جایئے تو یہ تمام تر ترقیاں صرف چیزوں کی ہوئی ہیں۔ جہاں تک انسان کا تعلق ہے وہ بدستور غیر ترقی یافتہ حالت میں پڑا ہوا ہے۔ انسان پیچھے اور چیزیں آگے باقی ترقی نے روحانی لحاظ سے انسان کو بہت پیچھے دھکیل دیا ہے۔ اس نے تمام تر توجہات خارجی دنیا کو حسین بنانے پر کی اور باطنی تزکیے سے یکسر صرف نظر کیا ہے

مغرب میں بہت روشنیٔ علم و ہنر ہے
افسوس کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات

آج انسان کے پاس بے پناہ دولت ہے راحت و آرام کے لاتعداد وسائل ہیں لیکن دولت سے تو صرف گدے خرید سکتے ہیں مگر میٹھی نیند نہیں خرید سکتے۔ دولت سے زیورات خریدے جا سکتے ہیں مگر حسن نہیں خرید سکتے۔ دولت سے ادویات خرید سکتے ہیں مگر صحت نہیں خرید سکتے۔ دولت سے آلات جدیدہ خرید سکتے ہیں مگر سازشوں کو ٹال نہیں سکتے۔ دولت سے کتابیں خریدی جا سکتی ہیں مگر علم نہیں خرید سکتے۔ دولت سے تجارت کی جا سکتی ہے مگر عبادت نہیں خریدی جا سکتی۔ دولت سے ہم جسمانی راحت تو خرید سکتے ہیں مگر روحانی مسرت اور سکون نہیں خرید سکتے

یہاں جسم و کردار کے نیلام میں پورا ہوا ہے
یہ ترقی ہے تو پھر قہر خدا کیا ہوگا!!!!

روشنیوں کے اس دور میں حالت یہ ہے کہ قدم قدم پر خطرات کے اڈے ہیں۔ آج عالی شان بلڈنگ اجڑے دلوں کا مسکن ہے۔ شاندار حکومت اندرونی سازشوں کا شکار ہے۔ رہبر رہزن کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے

تسخیر آسماں کے ارادے بجا مگر
پہلے زمین کو گہرامن و اماں بنا

بے خدا تہذیب نے انسانیت کی گاڑی کو دلدل میں لا کھڑا کر دیا ہے۔ ایک ایسے چوراہے پر جس کی کوئی منزل نہیں۔ ایک ایسی اندھی بہری مشین جو نہ روح رکھتی ہے نہ دل۔ نہ عقیدہ نہ ہی ضمیر۔ اس نے زندگی سے ایمانی روح اور حلاوت سلب کر لی ہے۔ عقیدے کی گہرائی اور دل کا سکون چھین لیا ہے

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا جو قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور مجھے

بھلا یہ جو تہذیب دنیا میں راحت نہ دے پائے وہ آخرت میں کیا سکون پہنچا سکے گی۔ حیرت ہے ہم روح جیسی بلند و برتر چیز کو مادہ جیسی کمتر چیز کے ذریعہ خوش کرنا چاہتے ہیں

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

دراصل وہ باتیں جن سے دل کے نگر میں اصلاح کا نور فروزاں اور دل کو سکون اور چین نصیب ہو سکتا ہے وہ ہے خدا کا خوف اور خدا کی ہدایت کی پیروی یہ وہ پائیدار اور مستحکم بنیاد ہے۔ جس پر چل کر انسان اپنی زندگی سنوار سکتا ہے اور سکون سے دامن مراد بھر سکتا ہے۔ انسان جتنا مذہب اور خدا پرستی سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ سکون سے اتنا ہی محروم رہے گا

وہی بے رونقی، جمود، تعطل، سکوت مگر۔
ایسا ہے کائنات کا نقشہ ترے بغیر

حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں۔ "بر ہوا پری مگسے باشی۔ بر آب روی خسے باشی۔ دل بدست آر کسے باشی"

اگر بزور کرامت ہوا پر بھی اڑو گے تو کیا ہے گویا مکھی ہو جاؤ گے کہ وہ بھی تو ہوا میں بلا تکلف اڑتی ہے۔ پانی پر چلو گے تو یوں سمجھو کہ ایک تنکا ہو جاؤ گے کیونکہ وہ بھی تو پانی کی سطح پر بہتا ہوا جاتا ہے۔ ہاں! اپنے دل کو قابو میں کرو تب انسان بنو گے۔

عارف باللہ حضرت مولانا احمد علی پرتاب گڑھیؒ نے فرمایا کہ دل کو دل بناؤ دل تو جانور کے بھی ہوتا ہے مگر دل وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے جس میں اللہ کا خوف ہو اللہ کا ذکر کرتا ہو

یارو کچھ آسان نہیں ہے
دل مشکل سے بنتا ہے دل

بقول مولانا ابو الکلام آزاد "ایوان و محل نہ ہو تو کسی درخت کے سایہ سے کام لے لیں، دیبا و مخمل کا فرش نہ ملے تو سبزۂ خودرو کے فرش پر جا بیٹھیں، اگر برقی روشنی کے کنول میسر نہیں ہیں تو آسمان کی قندیلوں سے کون بجھا سکتا ہے۔ اگر

دنیا کی ساری مصنوعی خوشنمائیاں اور جسل ہو گئی ہیں تو ہو جائیں۔ صبح اب بھی ہر روز مسکرائے گی۔ چاندنی اب بھی ہمیشہ جلوہ فرشیاں کرے گی لیکن اگر دل زندہ پہلو میں نہ رہے تو خدا را بتلائیے اس کا بدل کہاں ڈھونڈیں اس کی خالی جگہ بھرنے کے لئے کس چولہے کے انگارے کام دیں گے ؎

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگی عبارت ہے تیرے جینے سے !

اس لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے قلب انسانی کو اپنا موضوع ٹھہرایا اور دل کی جگہ درست کرنے انبساط کے خزانے لٹاتا جائے گا۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ جسم انسانی میں یہ گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ گوشت کا ٹکڑا "دل" ہے۔

جہاں زندگی کی ساری رونقیں اسی میکدہ سے وابستہ ہیں۔ یہ اجڑا۔ ساری دنیا اجڑ گئی یہ آباد ہوا گلستان جہاں سرسبز و شاداب ہوا۔ ہمارا اس دنیا کی سروری اور برتر مخلوق انسان ہے اور اس سے اوپر صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ہے اس کا خالق "خدا"، یہ واقعہ اس حقیقت کو پالینے کے لئے کافی ہے کہ انسان کے لئے سکون و طمانیت کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کو پالے اس سے کمتر کوئی چیز اس کے لئے سکون اور راحت کا سبب نہیں بن سکتی۔ اسی حقیقت کو قرآن نے بیان کیا ہے کہ "جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ان کے دل کو اللہ کی یاد سے اطمینان ملتا ہے۔"

اللہ اللہ ہے تو یار و جاں ہے
ورنہ یار و جاں بھی بے جاں ہے

پر پورا زور صرف کیا اور بتایا کہ قلب درست کرو تاکہ سارا انسان درست ہو جائے ؎

آنکھ سے آنکھ ہے لڑتی مجھے ڈر ہے دل کا
کہیں یہ جائے نہ اس جنگ و جدل میں مارا

اگر انسان کے پہلو میں دھڑکنے والا یہ دل سنور جائے تو اسے سکون و قرار ہوگا۔ جدھر جائے گا فرحت و

پاکیزہ آنچل

نشاط عبداللہ

ترے سر پہ دھرا پاکیزہ آنچل خوب ہے لیکن
حیا آنکھوں میں اپنے تو بسا لیتی تو اچھا تھا

خدا کی ہے تو بندی اور رسول اللہ کی امت
نبی کی راہ پہ خود کو چلا لیتی تو اچھا تھا

عداوت بغض و نفرت سے کیا برباد تو نے گھر
وفا کے موتیوں سے گھر سجا لیتی تو اچھا تھا

تو ہے مشرق کی بیٹی تو چلے کیوں راہِ مغرب پر
حیا و شرم آنکھوں میں بسا لیتی تو اچھا تھا

خفا نندوں سے ہے ناراض اپنی ساس سے تو ہے
خلوص و پیار کی شمع جلا لیتی تو اچھا تھا

نہ مطلب ہے نمازوں سے نہ رغبت دینی کاموں سے
عبادت کر کے تو عقبیٰ بنا لیتی تو اچھا تھا

نشاط اب ختم کر اپنی نصیحت دیکھ اپنے کو!
تو اپنے آپ کو بہتر بنا لیتی تو اچھا تھا

آخری قسط

قادیانیوں کو احمدی کہنا زبردست کفر ہے

از: حضرت مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

قادیانی مغالطہ ۲ کہ:

اسم احمدؐ کا استعمال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلام میں کہیں نہیں ہوا۔

الجواب: یہ بھی اسی طرح جھوٹ ہے جیسے یہ جھوٹ ہے کہ کسی بھی حدیث میں یہ نام نہیں آیا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما شاعر دربار رسالتؐ کہتے ہیں کہ

لہ صلی الالہ ومن یحف بعرشہٖ
والطیبون علی المبارک احمدؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے بیشتر تبع بادشاہ یمن نے یوں ہدیہ عقیدت پیش کیا

لہ شھدت علی احمد انہ
رسول من اللہ باری النسم
لہ امۃٌ سُمیت فی الزبور
بامۃ احمد خیر الامم
فلو مد عمری الی عصرہ
لکنت وزیراً لہ وابن عم

بحوالہ: فتوح الشام ص ۔

رفاعہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عامر کو جو کہ مرتد ہو گیا تھا نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ،

ابنی غرتک الحیوۃ
فصرت تکفر بالعلیم
ابنی صرت فی الشفاء
من بعد کونک فی النعیم
ابنی ما تخشی العذاب
اذا صرت علی الجحیم
اما تستحی من احمدؐ
یوم القیامۃ والخصوم
اما ابوک فقد غدا
من اجل کفرک فی ھموم
ابی المفر اذا دعا
اللہ فی یوم العظیم
ولیقول یا عبدی کفرت
بواحدٍ صمدٍ قدیم

رفتوح الشام ص ۳۵۵۔

ایک مسلمان کفار کے مقابلہ میں کہہ رہا ہے

وادخل الجنۃ ذات النسق
مجاورٍ لاحمد فی المرفق

رفتوح الشام ص ۴۲

حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں۔

لاننی نجم بنی مخزوم،
وصاحب لاحمد کریم

فتوح الشام ص ۱۴۹

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ یہ اسم احمدؐ مبارک اتنا مشہور و معروف ہے کہ عربی، فارسی اردو ہر زبان میں عام استعمال ہوتا ہے۔ اکثر کتب رسائل میں ملتا ہے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود مرزا قادیانی نے اس اسم مبارک کو آپ کے حق میں بکثرت استعمال کیا ہے۔

قادیانی مغالطہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی صرف محمدؐ ہی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لیے کلمہ آذان واقامت، درود شریف وغیرہ میں یہی اسم آیا ہے اگر احمد بھی ہوتا تو وہ بھی کسی نہ کسی موقعہ پر ضرور آتا۔

الجواب: جب قرآن وحدیث، تفاسیر و تواریخ بلکہ خود مرزا قادیانی کی تحریرات سے روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے دونوں نام ذاتی ہیں تو پھر کثرت استعمال سے ایک نام ذاتی اور دوسرا غیر ذاتی کہہ دینا عقل و دانش کی بات نہیں ہے اصل تو دلائل براہین ہوتے ہیں جب ان سے کوئی حقیقت ثابت ہو جائے تو پھر صرف آثار و قرائن سے اس کے خلاف، اور برعکس کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

ایک قیمتی نکتہ۔ اہل زمین اکثر تعریف کے طالب اور متمنی ہوتے ہیں عمدہ افعال و اعمال پر ان کی تعریف و ستائش کی جاتی ہے مگر آسمان والوں کا وظیفہ ہی خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تسبیح و تہلیل ہے لہٰذا زمین پر آپ کا اسم گرامی محمدؐ رکھا گیا تاکہ معلوم ہو کہ اگرچہ زمین پر بڑے بڑے قابل تعریف لوگ ہیں مگر آپ ان سے بڑھ کر قابل تعریف ہیں یعنی محمدؐ ہیں اور آسمان والے چونکہ حامدین ہیں مگر وہاں آپ کا اسم گرامی احمدؐ رکھ کر واضح کر دیا گیا کہ اے ملائکہ تم بھی نحن نسبح و نقدس کا دعویٰ نہ کرو میرا محبوبؐ تم سب سے بڑھ کر میری حمد و ثناء کرنے والا احمدؐ ہے گویا آپ اہل زمین کے محمودین میں محمدؐ ہیں اور اہل آسمان کے حامدین میں احمدؐ ہیں۔ پھر چونکہ کلمہ شہادت آذان و اقامت اور درود شریف دائرہ دنیا تک کے احکام ہیں لہٰذا ان میں آپ کا اسم گرامی محمدؐ ہی مناسب ہے اور جب حامدین کے جہان میں جائیں گے تو وہ احمدؐ کہلائیں گے۔ ویسے بھی کسی نام کی کثرت استعمال اور شہرت کا یہ معنیٰ نہیں کہ کم استعمال والا نام، نام ہی نہیں رہتا۔ جیسے قرآن مشہور زبان زد نام ہے مگر اس سے فرقان ذکر۔ تذکرہ وغیرہ کی نفی نہیں ہو سکتی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی کنیتیں

مشہور ہونے اور ذاتی نام مستور ہو جانے سے انکے اعلام کی نفی نہیں ہو جاتی فافہم وتدبر ولا تکن من الغافلین۔

قادیانی مغالطہ ۱۲۔ کہ اس آیت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں جس کی بنا پر ہم اس کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیں۔

الجواب؛ سابقہ پانچ مغالطوں کے جوابات میں جو تفصیلات آچکی ہیں ان کی روشنی میں اس مغالطہ میں ذرہ بھی معقولیت نہیں ہے۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تفصیلی حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ قادیانیت کوئی مذہبی جماعت نہیں بلکہ محض ایک سیاسی چکمہ بازی ہے جو صرف حکومت انگلیسیہ کے استحکام کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ (جیسا کہ تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ وغیرہ کتب مرزا میں یہ حقیقت بالکل عیاں ہے) چونکہ مسئلہ جہاد تحفظ اسلام کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور تمام اقوام اس سے خائف ہیں لہذا مرزا قادیانی نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی اس مسئلہ کو ہدف تنقید بنا کر پوری کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ اسلام سے اسے ذرہ برابر ہمدردی اور تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ تریاق القلوب کے حوالے سے گذر چکا ہے۔ ایسے ہی براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۶ کے حاشیہ پر اس حقیقت کو قبول کیا گیا ہے۔ تو پھر ایسے گروہ کی دجالانہ تحریف کے نتیجہ میں سورۃ الصف ۶ کی بنا پر ان کو احمدی کہنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ جبکہ اس کے نتیجہ میں قرآن اور صاحب قرآن نیز تمام امت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ لہذا اہل اسلام کو چاہیے کہ ان کو کسی بھی صورت میں احمدی نہ کہیں بلکہ ان کو ان کے حقیقی لقب قادیانی یا مرزائی سے پکاریں۔

اہل وطن کیلئے دعوت غور و فکر

قاضی محمد زاہد الحسینی۔ پی ای ایس I (ریٹائرڈ)

جب سے آزاد کشمیر کی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز متفقہ طور پر پاس کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اس دن سے قادیانیت کے ایوان میں زلزلہ آ رہا ہے اور ایسی چالوں سے کام لیا جا رہا ہے کہ جس سے عام مسلمان اس مسئلہ کو معمولی مسئلہ خیال کرتے ہوئے خاص توجہ نہ کریں۔

قادیانیوں کا ارگن الفضل، اور دوسرے پمفلٹ اور اشتہارات یہ تاثر دینے کی سعی باطل کر رہے ہیں کہ قادیانی مسلمان ہیں اور ان کی ساری محنت اور کوشش اسلام کی اشاعت کے لئے ہے اس مختصر مضمون میں جذبات سے خالی رہ کر قادیانیوں کے لٹریچر ہی سے ثابت کیا جائے گا کہ قادیانیت ایک سیاسی تحریک ہے جو اسلام کے نام پر تسلط حاصل کرنا چاہتی ہے۔ قادیانیت ایک مستقل علیحدہ امت ہے۔ جو اپنے متنبی مرزا غلام احمد قادیانی کے دین کو پھیلاتے ہیں۔ اور اسی بل بوتے پر اقتدار کا خواب بھی دیکھ رہے ہیں ناظرین سے التماس ہے کہ ازراہ کرم بالکل خالی الذہن ہو کر اس مضمون کو اول تا آخر مطالعہ فرما دیں اگر یہ معروضات درست ہوں تو ان کے مطابق توجہ فرما دیں تاکہ یہ فتنہ جو سارے پاکستان کے لئے علمی، دینی، روحانی فتنہ ہے۔ اس ملک سے مٹ جائے اور ہم سب اپنے محبوب آقا سید الانبیاء و رحمت دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرما دیں۔

ساتھ ہی قادیانی اہل وطن سے بھی درخواست ہے کہ آپ میں سے غالب اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے قادیانیت کو باپ دادا کا دین سمجھ کر اپنایا ہوا ہے۔ آپ نے نہ تو بانی قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی کا لٹریچر دیکھا اور نہ ہی کبھی تحقیق کی نظر سے اس تحریک کو دیکھا اس لئے درخواست ہے کہ اپنی عاقبت کو سنوارنے کے لئے اس تحریک اور اس دین پر غور و فکر کریں۔ ان شاء اللہ نور بصیرت حاصل ہو جائے گا۔ اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی ابدی سرمدی سعادت حاصل ہو جائے گی۔ واللہ الموفق الحسینی غفرلہ

قادیانیت کا پس منظر

مرزا غلام احمد قادیانی نے کسی خارجی اشارہ کی بنا پر نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا مگر اسے علم تھا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی آپ کے بعد کسی کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ایسا دعویٰ آپ کے بعد نہ کسی صحابی نے کیا نہ تابعین نے کیا نہ اہل بیت کے کسی گوہر تابدار نے کیا نہ کسی ولی نے کیا نہ کسی عالم اور نہ کسی مسلمان فلسفی نے کیا اس لئے مرزا قادیانی نے ایک طرف تو دعویٰ نبوت کا کیا اور دوسری طرف نہایت ہوشیاری سے اپنے آپ کو دامن اسلام سے وابستہ رکھنے کا دعویٰ بھی کیا یہ شتر مرغ کی چال اختیار کر کے اس نے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسایا اور آج تک بعض کوتاہ نصیب پھنس رہے ہیں۔ حالانکہ مرزا نے بالکل واضح الفاظ میں اپنے آپ کو نبی کہا چنانچہ:

اس کا دعویٰ اس کی اپنی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ پر اس ہی کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔

”اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“

مندرجہ بالا عبارت میں مرزا نے اس امر کا دعویٰ کیا ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں جو سورۃ الفتح پارہ ۲۶ کی آیت ۲۸ ہے جس سے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت

اور رسالت کا اعلان کیا جا رہا ہے اس آیت سے مراد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ اس سے مراد غلام احمد قادیانی ہے۔ آپ حضرات ہی انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ کیا مرزا کا یہ کہنا درست ہے؟ کیا مرزا نے اس دعوئی میں اپنے آپ کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ نہیں بتایا یعنی آیت تو نازل ہوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مگر آپ کے لئے نہیں بلکہ آپ کو مرزا کے لئے اعلان کرنے والا بنایا گیا کہ آپ اس کی نبوت کا اعلان کریں یہی بات مرزا نے اپنے پیروکاروں کو سمجھائی۔ اور وہ بدبختی سے یوں ہی سمجھنے لگے جیسا کہ مرزا کے پیروکار عرفانی نے لکھا ہے۔

آپ اپنی نبوت پر یقین رکھتے تھے اور آپ علیٰ وجہ البصیرۃ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے طرز پر اپنی صداقت کو پیش کرتے تھے۔ (سیرت مسیح موعود مطبوعہ قادیان ۱۹۲۷ء ص ۱۶)

مرزا کی یہی کوشش تھی کہ سید الانبیاء کی ذات عالی کو کچھ اس طرح پس منظر میں رکھا جائے کہ آپ کا نام تو استعمال ہوتا رہے مگر اشاعت مرزا غلام احمد کی ہوتی رہے چنانچہ یہی عرفانی اپنی ایک روداد حاضری بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ایک رات اس نے حضرت کی خدمت میں گذاری اور جب حضرت سے تخاطب کا موقع ملا تو یوں خطاب کیا۔

فرمایا۔ صاحب زادہ صاحب آگئے میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیک وعلی محمد آگیا (ترجمہ اللہ درود بھیجے تجھ پہ اور پھر محمد پہ۔

آپ نے فرمایا۔ صاحب زادہ صاحب رات بہت چلی گئی سو جاؤ......

میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیک وعلی محمد کوئی تکلیف نہیں۔

پھر فرمایا کہ میں بایاں پاسا بدل لوں یعنی بائیں کروٹ لے لوں میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وسلم وعلی محمد بہت اچھا...... فرمایا صاحب زادہ صاحب جاگ اٹھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک وعلی محمد جاگ اٹھا۔

یہ چند سطور اس کتاب سیرت مسیح موعود کے صفحہ ۱۰ سے نقل کی گئی ہیں کہ ناظرین ان کو دیکھ کر خود فیصلہ کر لیں کہ مرزا کے ہاں اپنا ہی مقام رفیع تھا وہ ذات بابرکات جس کو خداوند قدوس نے سب نبیوں کا امام بنایا اس کا درجہ بھی مرزا کے ہاں دوسرے نمبر پر تھا امام الانبیاء پر مسلمانوں کو جو درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں تو آپ کے جد اعلیٰ خلیل اللہ علیہ السلام کا ذکر خالی بھی آپ کے بعد ہے سارے مسلمان جو درود پڑھتے ہیں وہ یہ ہے۔

اللّٰھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد کما صلّیت علٰی ابراھیم وعلٰی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

اس پر بس نہیں بلکہ مرزا صاحب جب ایسا کلام اور ایسے اشعار سنتا تھا جس میں اسے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی جاتی تو وہ خوش ہوتا تھا جیسا کہ:۔

قاضی اکمل نے مرزا قادیانی کے سامنے یہ شعر پڑھا:۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں!!
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار البدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۴)

ناظرین خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کوئی مسلمان کہلانے والا یہ تصور بھی کر سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شان بڑھ کر ہے۔ قرآن مجید تو آپ کو ورفعنا لک ذکرک کا خطاب عطا کرے اور کائنات ساری آپ کی رحمت کی محتاج ہو۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین آپ کی شان قرآن مجید بیان کرے بالفاظ مولانا ظفر علی خان مرحوم

اگر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو!!
وہ نور نہ ہو سیاروں میں یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرزا کو بڑھ کر مانا جائے اور میرزا غلام احمد قادیانی یہ سنے اور سن کر خوش ہو۔

(الفضل قادیان ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء بیان قاضی اکمل۔)

پھر بھی مسلمان بات کو نہ سمجھے تو افسوس ہے۔

تنبیہ بے ادبی بے ادبی ہے بے ادب اور گستاخ کو بھی کبھی احساس ہو جاتا ہے چنانچہ باپ کی اس گستاخی کو بیٹے نے بھی محسوس کر لیا محمد نذیر لائلپوری قاتل نے لکھا ہے کہ:۔

اگست ۱۹۴۴ کو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں یہ شعر پیش کیا چونکہ یہ شعر بے ادبی پر مشتمل نظر آتا تھا اس لئے حضور نے اسے ناپسند کیا اور بے ادبی قرار دیا

(الحق المبین مطبوعہ ربوہ ص ۷۷ ۲)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مرزائیوں کو توفیق دے کہ وہ ان سب الہامات فاسدہ کو بے ادبی سمجھ کر ان سے توبہ کریں جن سے سید دو عالم محبوب رب العالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ظاہر ہوتی ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق بخشے آمین

مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کا تحریک آزادی وطن میں کردار

قادیانیت کی تاریخ جاننے والے جانتے ہیں کہ اس جماعت نے عقیدہ کے طور پر جہاد کو منسوخ قرار دیا اس لئے ہر اس جماعت کی مخالفت کی جس نے عیسائیوں کی جابرانہ حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کی۔ منسوخی جہاد اور انگریزوں کی وفاداری اور ان کی شکر گذاری سے مرزا قادیانی کی کتابیں اور دوسرا لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ رسالہ کے اختصار کے پیش نظر صرف ایک حوالہ

ذیل کتب رعایتی قیمت میں حاصل کریں

جلد منگوائیں

۱۔ خلفاء راشدین کے شب و روز ——— مولانا سید احمد خان شجاع نوی	5/=
۲۔ مشاہیر کے علمی لطائف ——— " " " "	6/=
۳۔ تعلیمی چہل حدیث ——— مولانا وحید الدین قاسمی	8/=
۴۔ مجموعہ رسائل علمی قادیانی ——— " "	2/=
۵۔ کتاب ... مرزا غلام احمد قادیانی ——— مولانا سلطان نظامی	5/=
۶۔ ... خورشید احمد فارق	30/=
۷۔ ... ——— مولانا حامد ...	30/=
۸۔ عالم اسلام کے خلاف سازشیں ——— عزیز الرحمٰن قریشی	12/=
۹۔ اسلام کا اسلامی تصور ——— مولانا محمد اسماعیل	4/=
۱۰۔ فتنہ جمہوریت ——— حکیم محمود احمد ظفر	25/=

پاک اکیڈمی بک سیلرز، پبلشرز اینڈ ... وحید آباد
کمہار ... کراچی نمبر ۱۹۔ پوسٹ کوڈ ۷۴۶۰۰

پیش کیا جاتا ہے :۔

آزاد قبائل نے آزادی وطن تک فرنگی سامراج کے خلاف جہاد کا علم بلند رکھکر ساری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا جس کے لئے وہ امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں مگر مرزا صاحب کو ان کا یہ مجاہدانہ عمل کس قدر ناپسند ہے اور اس کو کس دلفریب انداز میں معیوب بنایا اس کے لئے مرزا صاحب کی کتاب۔ اربعین ۴ ص ۱۷ مطبوعہ ۱۹۰۰ء سے ایک حوالہ درج ہے۔

آج کل بھی بعض سرحدی نادان اس قسم کے مولویوں کی تعلیم سے دھوکہ کھا کر مہدی جلال کے ظاہر کرنے کے بہانہ سے لوٹ مار اپنا شیوہ رکھتے ہیں۔ اور آئے دن ناحق کے خون کرتے ہیں مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیوں مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔

مندرجہ بالا اعبارت کو غور سے پڑھ لیا جائے کہ کس طرح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے ساتھ جہاد جیسے عظیم حکم پر عمل کرنے والوں کو نادان۔ لٹیرے۔ ناحق خون کرنے والے کہا گیا۔

بلکہ جب کبھی آزادی کے متوالوں نے انگریزوں کا مقابلہ کیا اور قربانی دی تو بجائے خراج تحسین ادا کرنے کے اس ظالمانہ اور سفاکانہ کاروائی کو مرزا قادیانی نے اور اس کی امت نے مرزا کی مخالفت کی آسمانی سزا سے تعبیر کیا چنانچہ جب جلیانوالہ باغ امرتسر کا اندوہناک واقعہ پیش آیا تو اس پر قادیانیوں نے جو تبصرہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے خدا تعالیٰ کے اشارہ سے سفر کرنا پڑا ہر جگہ اس قسم کے مناظر پیش آئے۔ دہلی۔ لودھیانہ۔ امرتسر میں اس کی نظیریں موجود ہیں۔ امرتسر کے مقام پر تو وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا کہ وہاں کی پولیس اور مقامی حکام کو انتظام قائم رکھنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خدام کی حفاظت کا خاص طور پر انتظام کرنا پڑا۔ آپ کی گاڑی پر دور تک پتھروں کی بارش ہو رہی تھی ...... اسی امرتسر میں جہاں اس کے مرسل پر پتھر برسائے گئے تھے۔ گولیوں کی بارش کرا دی۔ اور تاریخی طور پر یہ عبرت بخش نظارہ ایک یادگار کے طور پر جلیانوالہ باغ کی صورت میں قائم رہ گیا احمق اور نادان اس قسم کے واقعات سے سبق اور عبرت حاصل نہیں کیا کرتے لیکن سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ اپنا عتاب و عذاب مختلف صورتوں میں نازل کرتا ہے اور خصوصاً ایسے اوقات میں کہ اہل قریہ بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ (سیرت مسیح موعود مرتبہ عرفانی حصہ سوم ص ۳۴۱ مطبوعہ ۱۹۲۷ء)

فائدہ! مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جلیانوالہ باغ کے اس حادثہ کا مختصر سا تذکرہ کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو ان دونوں باتوں کا اندازہ ہو سکے۔

حادثہ جلیانوالہ باغ کا مختصر سا تعارف

جنگ عظیم کے خاتمہ پر انگریزوں نے ایک قانون بنایا جس کی رو سے ملکی آزادی کے لئے کام کرنے والوں کے لئے شدید سزائیں مقرر کی گئیں۔ اس قانون کو کالا قانون کہا گیا۔ اس کالے قانون کی مخالفت صوبہ پنجاب (جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی) سے شروع ہوئی صوبہ پنجاب کے لوگوں نے سینہ تان کر اس کی مخالفت کی اس سلسلہ میں اس قانون کے خلاف امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں ایک زبردست جلسہ ہوا جس میں بیس ہزار لوگ جمع ہوئے اس موقعہ پر ایک انگریز افسر جنرل ڈائر نے مجمع پر گولی چلانے کا حکم دیدیا اور جب تک گولیوں کا ذخیرہ ختم نہیں ہو گیا وہ مجمع پر برابر آگ برساتا رہا اس مجمع میں تقریباً چار سو آدمی مارے گئے اور بے شمار زخمی ہوئے۔

اس ظالمانہ کاروائی کو خود برطانیہ کی حکومت نے کس قدر برا سمجھا اس کے لئے :۔

برطانیہ کے وزیر جنگ مسٹر ونسٹن چرچل کا فیصلہ۔ ڈائر نے فیصلہ کرنے میں غلطی کی اور اسے نصف تنخواہ پنشن پر سبکدوش کیا جاتا ہے اس تصریح کے ساتھ کہ اب کوئی فوجی منصب اسے نہیں دیا جا سکتا۔

(جلیانوالہ باغ ص ۱۲۲ از ابوالہاشم ندوی)

حکومت برطانیہ کے وزیر جنگ نے تو اس ظالمانہ فعل کے مرتکب کو سخت ترین سزا دی مگر مرزا قادیانی نے اس کو آسمانی انتقام کا ہیرو بتایا۔

اس تاریخی شہادت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قادیانی مسلمانوں کو عذاب کا مستحق سمجھتے اور دنیا میں جب کبھی مرزا کے دعوئی نبوت کے بعد مسلمانوں کو تکلیف پہنچی انہوں نے خوشی منائی۔ جسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

باقی آئندہ شمارہ میں

بقیہ : آپ کے مسائل

(۱۰) ممکن ہے میری یہ تحریر آپ کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادہ گرامی کی نظر سے بھی گزرے۔ میں ان سے بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ معاملہ کو بگاڑنے سے احتراز کریں۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ نیک خاتون کی چھ علامتیں ہیں۔ اول نماز پنجگانہ کی پابند ہو۔ دوم شوہر کی تابعدار ہو۔ سوم اپنے رب کی رضا پر راضی ہو۔ چہارم اپنی زبان کو کسی کی برائی، عیب، غیبت، اور چغلخوری سے محفوظ رکھے۔ پنجم دنیوی سازوسامان سے بے رغبت ہو۔ ششم تکلیف پر صابر ہو۔

ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے والدین کا میرے ذمہ کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت ہیں یا دوزخ۔ ایک اور شخص کو فرمایا۔ باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے اب اگر تو چاہے تو اس دروازے کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص والد کا مطیع ہو اس کے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جو والد کا نافرمان ہو اس کے لیے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ خواہ والدین اس پر ظلم بھی کرتے ہوں؟ فرمایا! خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں، خواہ اس پر ظلم کرتے ہوں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمانبردار بیٹا جب بھی اپنے والدین کی طرف نظر محبت سے دیکھے اس کے لیے ہر مرتبہ دیکھنے پر حج مقبول کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تمام گناہوں کے لیے تو یہ قانون ہے کہ جس گناہ کو اللہ تعالیٰ چاہیں بخش دیں مگر والدین کی نافرمانی کو معاف نہیں فرماتے بلکہ مرنے سے پہلے دنیا میں بھی اس کی نقد سزا دیتے ہیں (یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف میں ہیں) آپ کے صاحبزادے کو بھی چاہیئے کہ ان احادیث شریفہ کو سامنے رکھیں اور والدین میں سے کسی کی بھی نافرمانی نہ کریں۔

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبویؐ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے۔"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں
— الحدیث

پُرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)"

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی ازسرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصّہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ: واضح رہے کہ دفتر ختمِ نبوّت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)
پُرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:- ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر ۲،۷۷ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ